REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/51.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP - 3

جلد ۳۲　　شمارہ ۲

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائب: جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۲۶ روپے
ششماہی ۱۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۸۵ روپے
فی پرچہ ۶۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. 143516

۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ　　۱۲ صلح ۱۳۶۲ ہش　　۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰ صلح (جنوری) - سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے بعد واپس قادیان تشریف لانے والے احباب کی زبانی موصولہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب کرام بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر آن ہمارے جان و دل سے محبوب اور پیارے آقا کا حامی و ناصر ہو اور ہمیشہ اپنی خصوصی تائیدات سے نوازتا رہے۔ آمین۔

قادیان ۱۰ صلح (جنوری) - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ہنوز ربوہ میں ہی قیام فرما ہیں۔ توقع ہے کہ آپ ماہ رواں کی ۱۷ تاریخ کو واپس قادیان تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور بخیر و عافیت اپنے مستقر پر واپس لائے۔ آمین۔

★ --- مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔
الحمد للہ

صد سالہ جوبلی کی وصولی کی رفتار انتہائی فکر انگیز ہے!

اس منصوبے کے کام ایسے ہیں کہ سارا چندہ مدت مقررہ سے پہلے وصول ہو جانا چاہیے

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے عظیم الشان مقاصد اور اس تاریخ ساز منصوبے کی تفصیلات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ

ربوہ ۳۰ فتح (دسمبر) - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ بعد ایک بجکر ۹ منٹ سے شروع ہو کر دو بجے تک جاری رہا۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا، صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے پیش کیا تھا۔ اگرچہ اس وقت آپ کے پیش نظر دو کروڑ روپے کی تحریک تھی۔ مگر بہت ہی جلد احباب جماعت کے غیر معمولی اخلاص کے اظہار سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جماعت اس درجہ پر پہنچ چکی تھی کہ دس کروڑ سے بھی زائد پیش کر سکے۔ چنانچہ قریباً پونے گیارہ کروڑ روپے کے وعدے پیش کئے گئے۔ حضور نے فرمایا مگر صد سالہ جشنِ احمدیت، اس غرض سے تو ہم نے نہیں منانا کہ سو سال کے بعد کروڑہا روپے میلے کی شکل میں خرچ کر دیں۔ اللہ کی جماعت تو دنیا کی طرح بیہودہ جشن منا کر روپیہ ضائع نہیں کر سکتی۔ یہ تو جماعت احمدیہ کے مقاصد کی گردن پر چھری پھیرنے والی بات ہو گی۔

حضور نے فرمایا اس لئے بعض مقاصد متعین کئے گئے۔ اور اس کے لئے ایک منصوبہ بندی کمیشن مقرر کیا گیا۔ جس کا میں بھی ممبر تھا۔ اس کمیشن نے تفصیلی غور و خوض اور حالات کا جائزہ لیکر متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے گھنٹوں میٹنگز کر کے بالآخر منصوبہ کی ایسی شکل بنائی کہ بعض پہلو اگرچہ ابھی بھی اس کے تشنہ ہیں لیکن اکثر شکلیں سوچ اور فکر کے اعتبار سے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا اس منصوبے کے اخراجات ایسے نہیں ہیں کہ اگر اس کی وصولی آخری سال تک بھی ہوتی رہے تب بھی کام ہوتا رہے گا بلکہ اس کا زیادہ عمدگی سے کام تبھی ہو سکتا ہے جب صد سالہ جوبلی سے چند سال قبل اگر ساری نہیں تو زیادہ تر وصولی مکمل ہو جائے۔

حضور نے فرمایا اس وقت صد سالہ جوبلی کی وصولی کی شکل انتہائی فکر انگیز ہے۔ پونے گیارہ کروڑ روپے کے وعدوں میں سے اب تک صرف ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ وصول ہوا ہے جبکہ اس وقت صد سالہ جوبلی منصوبے کا جتنا وقت گزر چکا ہے اس لحاظ سے قریباً ساڑھے چھ کروڑ روپیہ وصول ہو جانا چاہیئے تھا۔ یعنی اب قریباً سات کروڑ روپیہ بقیہ چند سال میں قابلِ وصول ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس منصوبے کے وعدے اور وصولی کے مزید اعداد و شمار بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کے کُل وعدے کی صرف ۴۸ فی صد وصولی ہوئی ہے جبکہ سولہ سال میں سے ۹ سال گزر چکے ہیں۔ اسی طرح بیرونی ممالک سے ۶۲ فی صد وصولی ہوئی ہے جو پاکستان سے بہتر ہے۔ لیکن مقررہ ٹارگٹ سے ابھی بھی پیچھے ہے۔

حضور نے فرمایا جب اس صورت حال کا مزید جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ کراچی اور لاہور کی جماعتیں جو دیگر چندہ جات میں اگرچہ آگے آگے رہتی ہیں مگر اس وعدے میں بہت پیچھے ہیں۔

حضور نے فرمایا آجکل جماعت میں چندوں کی شرح کی بہتری اور دیگر تحریکات کی ایک رَو چلی ہوئی ہے۔ پھر تحریک جدید۔ وقفِ جدید۔ اور اب بیوت الحمد منصوبہ بھی سامنے آیا ہے۔ یہ سارے بوجھ بہر حال جماعت نے اٹھانے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ دراصل بوجھ نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ کی نعمت اور انعام اور اللہ کا احسان ہے۔ خدا تعالیٰ جس قوم کو قربانی کی طرف بلائے اور اس کی قربانیوں پر اپنے دین کو غالب کرنے کی بنا رکھ دے اس قوم پر اللہ کا احسان نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ اس نے ساری دنیا میں تبدیلی لانے کے ...

دنیا میں اربوں پتی افراد ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں ... جماعت احمدیہ کی کل دولت سے بے انتہا زیادہ دولت اپنی ملکیت میں رکھتی ہیں۔ ایسی ایسی کمپنیاں ہیں جن کی دولت کئی ملکوں کی مجموعی دولت سے زیادہ ہے۔ پھر دنیا میں بڑی زبردست سیاسی طاقتیں ہیں۔ اس سارے ہجوم میں ہماری کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اس ہجوم میں سے اللہ نے ہمیں چنا ہے یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور جب تک ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہیں گے ہم خوش قسمت رہیں گے۔

(آگے مسلسل صفو ...)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام)
پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان جمیل ساڑی مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

... صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ ...

اگر ہم نے اس کو بوجھ سمجھا یا تو ساری قربانیاں رائیگاں چلی جائیں گی۔ حضور نے فرمایا ایسی قوم جو اخلاص میں بے مثل مقام کی حامل ہے اس سے نعوذ باللہ وعدہ کیا ہے تو پیچھے کیوں رہ گئی؟ حضور نے فرمایا میرا تجربہ جماعت احمدیہ کی مالی ذمہ داریوں میں سالہا سال سے یہی ہے کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت کسی قربانی سے پیچھے رہنے والی جماعت نہیں ہے۔ اگر جماعت پیچھے رہ جاتی ہے تو اس میں لازماً اس نظام کا دخل ہے جس کا فرض تھا کہ وہ ہر سال بیدار کرتا رہے۔ اور جھنجھوڑتا رہے اور کچھ اس بات کا بھی حصہ ہے کہ اس منصوبے کے جو اعلیٰ مقاصد ہیں وہ کھول کر جماعت کے سامنے رکھنے کا موقع نہیں مل سکا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنی میٹنگز میں سارے منصوبے کے نقوش کھول کر واضح کر دیئے تھے مگر وہ سارے ابھی تک فائلوں میں بند پڑے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس عظیم منصوبہ کے سارے پہلوؤں کا تو میں ابھی ذکر نہیں کر سکتا۔ خلاصۃً چند باتیں بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کتنے عظیم مقاصد کیلئے روپیہ دیا جا رہا ہے۔ اور بعض ضرورتیں ایسی ہیں کہ اگر فوری طور پر ان پر توجہ نہ دی گئی تو پھر وقت ہی نہ رہے گا کہ ہونے والے نقصان کا ازالہ کیا جا سکے۔

حضور نے فرمایا صد سالہ جشن کے جلسہ سالانہ میں ساری دنیا سے احمدی پروانوں کی طرح جوق در جوق آئیں گے۔ اس جلسہ سالانہ کی یہ شکل نہ ہوگی، اس کے انتظامات کئی گنا پھیل جائیں گے۔ عمارتوں کے لحاظ سے جلسہ گاہ بنانے کے لحاظ سے، لنگر خانوں میں توسیع کے لحاظ سے بعض تقاضے بالکل سامنے ہیں۔ یہ سال سارا ہی جشن میں گزرے گا۔ اس کے لئے ابھی سے تیاری کرنی ہے تعمیرات کے لئے زمینوں کا حصول ہو چکا ہے۔ اس کا جب کام شروع ہوگا تو کئی سال لگیں گے۔ اس کے علاوہ ضروری کتب اور پمفلٹ وغیرہ چھاپنے کا کام ہے تمام ملکوں میں احمدیت کی خدمات اسلام کی باتصویر تاریخ شائع ہونی ہے۔ جتنے ملک ہیں اتنی ان کی تاریخ ہے یہ سب کام بڑا روپیہ چاہتا ہے۔ پھر بڑی بڑی زبانوں فرنچ، انگریزی، جرمنی، لاطینی، روسی وغیرہ زبانوں میں کتب چھپنی ہیں۔

حضور نے فرمایا اس منصوبے کا ایک اہم حصہ یہ ہے کہ ایک سو زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اس کے لئے لٹریچر چھپانا اور ماہرین تیار کرنے ہیں۔ یہ ہے ہمارا جشن اور وقت اس کے لئے بہت کم ہے۔ بڑی بڑی کمپنیوں سے کام کروانا ہے ان کو ادائیگیاں کرنی ہیں۔ ہم انہیں یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کام ابھی کر دو پیسے تمہیں بعد میں ملیں گے۔ ایک سو ملکوں میں جماعت کے مشن قائم کرنے ہیں۔ اس کوشش کے لئے کتنی محنت کی ضرورت ہے۔ مشن کا قیام بلڈنگ کا حصول مبلغ کی تیاری۔ فی الحال تو ہر جگہ کرائے پر ہی عمارات حاصل کر کے کام کرنا ہوگا۔ پھر وہاں پر مساجد اور مشنوں کی تعمیر ہوگی۔ ان میں سے اٹلی اور برازیل کے لئے تو خدام الاحمدیہ نے رقوم مہیا کر دی ہیں۔ اس کے علاوہ یونان، پرتگال، آسٹریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ کے ممالک ہیں۔ ایسے افریقی ممالک ہیں جن میں فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے ان میں ماریشس اور بینن کو چھوڑ کر ابھی تک ہمارا کوئی اثر و نفوذ نہیں ہوا۔ اس کے بعد ساؤتھ ایسٹ ایشیا اور فار ایسٹ کے علاقے ہیں جہاں تک احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا پھر بدھسٹ دنیا ہے ایسی جگہوں پر مشن قائم کرنے ہیں۔ حضور نے فرمایا ساؤتھ امریکہ ایک بہت بڑا براعظم ہے وہاں پر صرف برازیل میں تو ایک مشن سے کام نہیں چلے گا۔ درجنوں اور ممالک ہیں، جزائر ہیں ان میں اسی منصوبے کے تحت کام کرنا ہے۔ ایک ایک مشن کی تعمیر کے لئے لاکھوں روپیہ درکار ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں پر مشن قائم ہیں وہاں پر پھیلاؤ کی ضرورت ہے۔ جرمنی میں تین اور مشن قائم کرنے ہیں۔ اور موجودہ دو مشنوں میں توسیع کی ضرورت ہے۔ امریکہ میں کم از کم ۵ نئے مشن فوری طور پر قائم کرنے ہیں۔

حضور نے فرمایا اس کے علاوہ سب سے اہم کام قرآن کریم کے غیر ملکی زبانوں میں تراجم ہیں۔ بہت سی زبانوں میں تراجم کے ابتدائی مراحل مکمل ہو چکے ہیں۔ بعض جگہ بالکل مکمل ہو چکے ہیں۔ اور اب اخراجات کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی ایک فرم کے ذریعہ ۵۵ لاکھ روپیہ کے خرچ کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ ترجمہ صرف پروف ریڈنگ کی حد تک کر کے ہمیں دے دیں، اس کے بعد طباعت پر مزید ۵۰ لاکھ روپے درکار ہوں گے۔ اس کے بعد دیگر اخراجات ہوں گے۔ یعنی ایک ایک ترجمہ قرآن ایک ایک کروڑ روپے چاہتا ہے۔ اور تمنا بے قرار ہے کچھ تو کریں۔ عمومی تصویر تو اس منصوبے کی یہ ہے کہ دو تہائی نقشہ پڑا ہوا ہے۔

حضور نے فرمایا جماعت احمدیہ کی قربانیوں کی تاریخ تو یہ ہے کہ لوگوں نے اپنے بچوں کے پیٹ کاٹ کر، اپنی ضروریات پیچھے ڈال کر اور مکانوں کی تعمیر روک کر پہلے اللہ کی خاطر دیا۔ اور یہ قربانیاں کسی پر احسان تو نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہے۔ خدا کے ساتھ اس سودے میں خدا تعالیٰ کبھی نقصان کا معاملہ نہیں کرتا۔ بے وقوفی، بدبختی اور جہالت ہے یہ سوچنا کہ قربانی کرنے سے مصیبت میں مبتلا ہوں گے مصیبت تو اس وقت آئے گی جب قربانیاں نہیں کروگے۔ نیک آدمی کی تو سات پشت اور اولاد در اولاد اس کی نیکیوں کا پھل کھاتی ہے۔

حضور نے فرمایا اور بھی بہت سے کام ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ اس نقطۂ نگاہ سے شائع کرنا کہ جتنے بھی آج تک اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا جواب موجود ہو۔ حضور نے فرمایا دنیا کے دل قرآن اور اسلام کی تعلیمات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ان کی دلچسپیوں کی بات کرنی ہوگی۔ اور ان کے مسائل کے قرآن کریم سے جوابات پیش کرنے ہوں گے۔ اور اس میں قرآن کریم ہی واحد کتاب آگے آتی ہے، باقی ساری کتابیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ سارے کام اخراجات چاہتے ہیں۔ قرآن کریم میں بڑی تاثیر ہے جو الفاظ کا مطلب نہ بھی سمجھتا ہو اس پر بھی ان الفاظ کا عظمت و شوکت کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے قاریوں سے پاکیزہ زبان میں تلاوت کرا کے اس کے تراجم سمیت کیسٹ مہیا کی جائیں۔ حضور نے فرمایا میرا مطلب فنی لحاظ سے قرأت نہیں ہے۔ بلکہ ایسے شخص کی آواز ہے جو ترجمہ سمجھتا ہو۔ اور دل میں اس کلام کا درد رکھتا ہو۔ پھر احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کا کلام اور آپ کے اشعار ہیں ان کی بھی ٹیپیں تیار کی جائیں گی۔ مختلف ممالک سے جب وفود جشن صد سالہ میں شرکت کرنے آئیں تو وہ یہ کلام گاتے ہوئے ربوہ میں داخل ہوں گے تو ایک عجیب قوت، روح کو حاصل ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ غیر معمولی توجہ اور الحاح سے دعا کرے۔ میں بھی کروں۔ آپ بھی کریں۔ بچے، بوڑھے، جوان اس سے بڑھ کر دعائیں کریں جس طرح مسجد سپین کے موقع پر کی تھیں۔ ایسے آنسو بہانے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہم سو سالہ جشن کے حقوق ادا نہیں کر سکیں گے۔ ابھی تو میں نے جو تفاصیل بتائی ہیں وہ خلاصہ کا خلاصہ بلکہ اس سے بہت کم ہے۔ اتنے بڑے منصوبے کی کامیابی کے لئے دعائیں کریں، پھر دعائیں کریں، پھر دعائیں کریں، پھر دعائیں کریں۔ اشکوں کی راہ سے اپنے خون بہائیں۔ اللہ فضل کریگا۔ تمام کام بنا دیگا۔ کسی کو بوجھ کا پتہ بھی نہ لگے گا۔ حضور نے دعا کا فلسفہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ دعا دل کے خلوص سے اٹھتی ہے۔ اور دعا کرنے والے کو پاک کر کے اوپر جاتی ہے۔ اور ساری محنتوں کا اصل سے کہیں بڑھ کر اجر عطا کرتی ہے۔ اس جذبے سے دعائیں کریں کہ اللہ آپ کے سب بوجھ اٹھالے۔ جس طرح باپ معصوم بچے کا بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ اور بچہ اپنے بچپن میں یہ سمجھتا ہے کہ سارا بوجھ میں نے ہی اٹھایا ہے۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا کہ بعض انتظامی وضاحتیں کرنا ضروری تھیں وہ میں اب کر دیتا ہوں۔ جوبلی کے نظام کا تعلق تحریک جدید سے ہے۔ مگر ابتدا میں ایک منصوبے کو چلانے کے لئے علیحدہ آرگنائزیشن قائم کر دی جاتی ہے انتظامی پہلو سے صد سالہ جوبلی سکیم انجمن کا حصہ بننے کی بجائے تحریک جدید کا حصہ بننے کے زیادہ قریب ہے۔ جہاں تک منصوبہ بندی کمیشن کا کام ہے وہ آزادانہ اپنا کام کرتا رہے گا۔ اور اب سے یہ منصوبہ تحریک جدید کی ذمہ داری ہوگا اور آئندہ سے اس کا سیکرٹری کی بجائے وکیل ہوگا۔ (الفضل ربوہ ۷ دسمبر ۱۹۸۲ء)

زمینِ قادیان!

زمینِ قادیاں کا ذرہ ذرہ جگمگاتا ہے
مسافر شوق سے ہر ذرہ آنکھوں سے لگاتا ہے

فضا میں اک عجب سی کیفیت محسوس ہوتی ہے
مزارِ حضرتِ مہدی پہ ہر اک دیوانہ آتا ہے

زمینِ قادیاں تجھ کو قسم تیرے تقدس کی
تری جب یاد آتی ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے

یہی دن تھے یہی رُت تھی مجھے جانا پڑا تھا جب
یہاں پر کوئی آتا ہے یہاں سے کوئی جاتا ہے

وہی گلیاں وہی بازار گھر میرا مرا اسکول
یہاں گزرا ہوا بچپن مجھے پھر یاد آتا ہے

ترے بے بڑھ کے ہر شے کو سینے سے لگا لوں میں
مگر انسان خود کو یاں بہت مجبور پاتا ہے

منارے کی بلندی سے مؤذن نے پکارا ہے
نمازی جانب مسجد مبارک دوڑا جاتا ہے

مرا مدفن زمینِ قادیاں ہو یہ بڑی خواہش ہے
تخیل میں مری وہ وقت بھی اب دوڑا آتا ہے

خدا نے پھر دیا موقع تو پھر میں آؤں گا کہ آؤں
تڑپ دل میں یہ لے کر تیرا طاہر یہاں سے جاتا ہے!

خاکسار: میر مبشر احمد طاہر آف پسرور مقیم ربوہ

کوئی دکھ کوئی غم ہمیں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اعلان سے باز نہیں رکھ سکتا

آغازِ اسلام کی باتیں کرتے ہوئے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار درود بھیجیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید دکھ دینے والوں کے خلاف بھی بددعا کرنے سے انکار کر دیا تھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بے مثال قربانیوں اور کفارِ مکہ کے شدید ظلم و ستم کا تذکرہ

خلافتِ رابعہ کے پہلے جلسہ سالانہ کے افتتاح کے اجلاس سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا خلاصہ

ربوہ ۲۶ فتح (دسمبر)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے ۹۰ ویں جلسہ سالانہ کے مبارک افتتاح کی غرض سے نو بجکر بیس منٹ پر جلسہ گاہ تشریف لائے۔ تقریب افتتاح کی باضابطہ کارروائی مکرم حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عارفانہ کلام ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

ترنم سے سنایا۔ بعد ازاں نو بجکر ۳۲ منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ زبردست نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں منبر پر تشریف لائے۔ اور دس بجکر ۳۲ منٹ تک خطاب فرمایا۔ اس طرح سے حضور نے ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔ ۱۹۸۲ء کو احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص امتیازی مقام حاصل ہے۔ وہ مقام اس طرح سے ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کا پہلا الہام ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ گویا ماموریت کے دعوے سے اب تک ایک سو سال پورے ہو گئے ہیں اور اسی سال خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو تجدید عہد بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔

حضور نے فرمایا ہر عہد کے آغاز کے ساتھ امیدیں بھی وابستہ ہوتی ہیں اور درد انگیز کہانیاں بھی اور قربانیوں کی داستانیں بھی۔ زندہ قوموں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ درد انگیز کہانیاں دوہراتی رہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے بازخواں ایں دفترِ پارینہ را

کہ اگر تم چاہتے ہو کہ سینے کے یہ داغ ہمیشہ زندہ اور روشن رہیں تو پرانے قصہ ہائے درد بھی دوہراتے رہا کرو۔ حضور نے فرمایا اس پہلو سے جب میں نے آغازِ احمدیت پر غور کیا تو آغازِ نور کا خیال ذہن میں آیا۔ کیونکہ نور کا جو سرچشمہ کل عالم کے لئے پھوٹا اس کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہوتا ہے۔ میں نے سوچا کہ وہ درد کی کہانیاں کیوں نہ بیان کریں جن کا تعلق آغازِ اسلام سے ہے۔ کیونکہ باقی ساری داستانیں تو اسی سے پھوٹی ہیں جیسے درخت کی شاخیں ایک تنے سے پھوٹتی ہیں۔

حضور نے فرمایا جب میں نے اس پہلو سے غور کیا تو احساس ہوا کہ نور کے آغاز کے وقت دنیا کی عجیب کیفیت تھی۔ ایک طرف عقلوں کو جلا دے کر نورٌ علیٰ نور بنایا جا رہا تھا۔ دوسری طرف سوچ بچار کی ساری قوتیں مفلوج ہو گئی تھیں۔ افکار بگڑ گئے۔ قلبی رجحانات بگڑ گئے۔ اور اعمال بگڑ گئے۔ کوئی مناسبت نہ رہی اس دوسرے پہلو کو پہلے پہلو سے۔ گویا صورتِ حال اس قرآنی آیت کی مکمل تفسیر بن گئی کہ ہم نے انسان کو احسنِ تقویم بنایا تھا۔ اور پھر ہم نے ان کو اسفل سافلین کی طرف لوٹا دیا۔

حضور نے فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دونوں باتیں نمایاں حیثیت میں نظر آتی ہیں۔ ایک طرف احسن تقویم ہے اور دوسری طرف اسفل سافلین کا نظارہ ہے۔ حضور نے فرمایا میں اپنے اس مضمون کا آغاز تعاون کے دو تصورات کے مطابق کرتا ہوں۔ ایک وہ تعاون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائی وحی کے مطابق پیش کرتے تھے اور دوسری طرف کفارِ مکہ کے تعاون کا تصور تھا۔ ایک ہی وقت ایک ہی زمین اور ہوا میں سانس لینے والوں کے تصورات میں اتنا فرق ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ اعلان فرماتے تھے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(اٰل عمران : ۶۵)

کہ اے اہل کتاب میں تمہیں ایک ایسی بات کی طرف بلاتا ہوں جو تمہارے اور ہمارے درمیان قدرِ مشترک ہے۔ معاشرے کی اصلاح اور زمانے کے دکھ درد مشترک قدروں کو پکڑ کر حل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے اختلافات کو پس پشت ڈال دو۔ جس واحد خدا کو تم بھی مانتے ہو میں اس کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں۔ پھر اس کے بعد یہ کہ تم تقویٰ اور نیکی کی باتوں میں تعاون کرو۔ کسی مذہب سے غرض نہ رکھو۔ نیکی پر تو تعاون کرو۔ نیکی کا تعاون تو تمام دنیا میں قدرِ مشترک ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس تعاون کے جواب میں تعاون کی عجیب راہ ان کفار نے پکڑی۔ انہوں نے کہا کہ قدرِ مشترک میں نہیں بلکہ قدرِ اختلاف میں تعاون کرو۔ کچھ ہم تمہارے خدا کی عبادت کرتے ہیں کچھ تم ہمارے خدا کی عبادت کرو۔ کچھ تم سچ کی پیروی کرو۔ کچھ جھوٹ کی۔ ہم بھی کچھ سچ کی پیروی کریں گے کچھ جھوٹ کی۔ یہ عجیب و غریب تعاون کے اعلانات تھے جو ایک ہی وقت میں مکے سے بلند ہوئے۔

حضور نے فرمایا اس تضاد کی صورتِ حال کا عجیب منظر تھا کہ عرب کی واضح اکثریت نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے دین کا نام ہم رکھیں گے کیونکہ ہم واضح اکثریت میں ہیں۔ جہاں تک محمدؐ اور ان کے غلاموں کا تعلق ہے ان کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ اپنے دین کا نام خود رکھیں۔ اس جرم میں ان کو اذیتیں دی گئیں کہ تم خود کو مسلمان کیوں کہتے ہو اور ان کا نام صابی رکھ دیا گیا۔

ایک صحابی اسلام قبول کر کے اپنے قبیلے میں واپس گئے تو کفار نے کہا کہ یہ "صابی" ہو گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا باوجودیکہ مسلم اقلیت یہ بات تھی کہ کفار کو ان کا مسلمان ہونے کا دعویٰ پسند نہ تھا۔ پھر بھی وہ یہ کہتے تھے کہ نہیں۔ نہیں ہم محمدؐ کے ساتھ مسلمان ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اہل قریش میں سے ایک آدمی چنا جو ان کے مسلمان ہونے کا اعلان کرے۔ اس شخص نے اعلان کیا کہ عمر بن خطاب "صابی" ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اسے ٹوکا اور کہا کہ نہیں میں تو مسلمان ہوا ہوں۔ یہ سن کر قریش ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو خوب مارا۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مکہ آیا تو میں نے احتیاطاً ایک کمزور شخص سے پوچھا کہ جس کو تم "صابی" کہتے ہو وہ کہاں رہتا ہے۔ اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا "صابی" اور شور مچا دیا۔ مکہ والوں نے اینٹ پتھر روڑے جو جس کے ہاتھ لگا اس سے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو کلمہ پڑھنے سے بھی روکا گیا۔ قرآن کریم نے اس کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ

(زمر : ۴۶)

ترجمہ:- اور جب خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل (ایسے وعظ سے) نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب ان (بتوں) کا جو خدا کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو وہ یکدم خوش ہونے لگ جاتے ہیں۔

حضور نے اس کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ

حضرت خبابؓ بن ارت رضی اللہ عنہ جب ایمان لائے تو ان کا ظالم چچا انہیں چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دیتا اور کہتا کہ محمدؐ کا انکار کرو۔ وہ بے ہوش ہو جاتے مگر انکار نہ کرتے۔ حضرت خبابؓ لوہار تھے۔ آپ نے اعلانِ حق کیا تو ان کی مالکہ انہی کی بھٹی سے گرم لوہا نکال کر ان کے جسم کو داغتی مگر وہ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی۔

حضرت بلال حبشیؓ پہلے اسلام لانے والے اُن مظلوموں میں سے تھے جن پر طرح طرح کے ظلم توڑے جاتے اور ان کو مجبور کیا جاتا کہ وہ انکار کر دیں۔ ابوجہل آپ کو منہ کے بل گرا دیتا اور تیز دھوپ میں پشت پر چکی رکھ دیتا کہ دھوپ میں ایذا رہو۔ اور کہتا کہ اب محمدؐ اور محمدؐ کے رب کا انکار کر دو مگر وہ اَحد اَحد کہتے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ اسی طرح سے اُمیہ بن خلف آپ کو پیٹھ کے بل لٹا کر سینہ پر گرم پتھر رکھ دیتا اور کہتا کہ تو اسی حالت میں مر جائے گا ورنہ انکار کر دے مگر وہ پھر بھی اَحد اَحد کہتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے تو آپ نے اسلام کی تائید میں تقریر کی۔ اس پر کفار آپ پر ٹوٹ پڑے۔ ایک کافر آپ کو جوتی کے تلووں سے منہ پر مارتا رہا۔ پھر آپ کو لٹا کر آپ کے پیٹ پر کودا۔ یہاں تک کہ آپ کا ناک منہ نہ پہچانا جاتا تھا۔ آپ کے عزیز آپ کو لے گئے۔ کافی دیر بعد ہوش آیا تو پہلی بات یہی کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس پر [illegible] آپ کو طعن کرنے لگے اور آپ کو چھوڑ گئے کہ اس کے دل سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت نہیں جاتی۔

حضور نے فرمایا یہ کیسا زمانہ تھا کیسی متضاد حالت تھی کہ ایک طرف کلمہ پڑھنے والے کہتے تھے کہ ہر قربانی دیدیں گے مگر کلمہ نہ چھوڑیں گے۔ دوسری طرف کفار کہتے تھے کہ ہر قربانی لیں گے مگر کلمہ نہ پڑھنے دیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذان دینے سے بھی روکا گیا۔ اگرچہ شروع میں اذان کا دستور نہ تھا اس وقت تکبیر سے روکا گیا۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ ایمان لائے [illegible] واپس جانے کی اجازت چاہی۔ وہ گھر میں واپس [illegible]۔ فجر کے وقت اُٹھے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دی۔ ایک بدبخت نے اذان سنی تو اسے طیش آگیا۔ اسی حالت میں آپ کو تیر مار کر شہید کر دیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو عبادت کرنے سے بھی روکا گیا۔ ان کا ذکر قرآن کریم نے یوں فرمایا ہے :-

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ (العلق : ۱۰-۱۱)

ترجمہ :- (اے مخاطب) تو (مجھے) اس (شخص) کی (حالت کی) خبر دے جو ایک (عبادت گزار) بندے کو جب وہ نماز میں مشغول ہوتا ہے (نماز سے) روکتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے تو ابوجہل نے آپ کی پیٹھ پر اونٹ کی بچہ دانی رکھ دی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سجدہ کر رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط ایک ذبح شدہ اونٹنی کی بچہ دانی اُٹھا لایا اور حضورؐ کی پیٹھ پر پھینک دی۔ وزن اتنا تھا کہ آپؐ سر نہ اُٹھا سکتے تھے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آئیں اور اس بچہ دانی کو آپؐ کی پیٹھ پر سے ہٹایا۔

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ یہی بدبخت عقبہ بن معیط آگیا۔ اور آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اسے اتنی شدت سے مروڑا کہ قریب تھا کہ دم نکل جائے حضرت ابوبکرؓ کو خبر ہوئی تو تشریف لائے۔ اور کفار کو بُرا بھلا کہا۔

حضور ایدہ اللہ نے سلسلہ خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو مساجد بنانے سے بھی روکا گیا کھلی جگہ کا تو سوال ہی نہیں تھا، اپنے گھروں میں بھی مسجد بنانے سے روکا گیا حضرت ابوبکرؓ کو ایک عرب نے پناہ دی تو اُن کو گھر میں مسجد بنانے کی اجازت ملی۔ قرآن کریم کی سورۃ بقرۃ آیت ۱۱۵ میں اس کا ذکر ہے۔

حضور نے فرمایا، ابتدائی ایام میں تبلیغ کی بھی اجازت نہ تھی۔ مسلمانوں کی تعداد کچھ بڑھی تو مسجد نبوی میں حضرت ارقمؓ کے گھر پر خفیہ طور پر نمازوں کی ادائیگی شروع کی گئی۔ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا کر وہاں تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے۔ اس سے لوگوں کی دل آزاری ہوتی۔ مشرکین مکہ کی عورتیں اور بچے آپ کو قرآن اور نماز پڑھتے دیکھتے۔ قریش اس سے بھی ناراض ہوئے۔ اور جس نے آپ کو پناہ دی تھی اس نے سختی سے آپ کو روکا۔ کفار کے جذبات دل آزاری کے خیالی تصورات کو قبول کرنے کی طرف مائل رہتے۔ اور جس سے دلوں کو تسکین ہوتی اس کو دل آزاری کا سبب خیال کرتے قرآن کریم اُن کے بارے میں سورہ حج کی آیت ۴۲ میں ذکر کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک دن مکہ کی گلیوں میں بلند آواز سے قرآن کریم پڑھا۔ مشرکین مارنے لگے اور صرف ہونٹوں اور منہ پر مارتے۔ صحابہؓ نے اظہار ہمدردی کیا تو کہنے لگے کہ اگر تم چاہو تو کل میں پھر ایسے ہی کروں۔ حضرت عائشہ نے بھی اسی قسم کی دل آزاری کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر کے صحن میں تلاوت کرتے تو اس سے لوگوں کی دل آزاری ہونے لگی۔ جس نے آپؓ کو پناہ دی تھی وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابوبکر! میں نے تمہیں اس لئے پناہ نہیں دی تھی کہ تو میری قوم کے لوگوں کو دکھ پہنچائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے کسی کو دکھ نہیں پہنچایا۔ ہاں اگر تو چاہتا ہے تو اپنی پناہ واپس لے لے۔ چنانچہ اُس نے پناہ واپس لے لی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایک طرف یہ کیفیت تھی اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ردِ عمل اس پر کیا تھا؟ آپؐ کا ردِ عمل یہ تھا کہ شدید دشمنوں سے بھی رواداری اختیار فرماتے۔ ایک دفعہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ نے تعجب کیا تو آپؐ نے فرمایا رواداری اور اخلاق فرض ہے۔ آپؐ یہودیوں کی دل آزاری کے خیال سے کہتے کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو۔ پھر فرمایا کہ یونسؑ پر بھی فضیلت مت دو۔ نجران سے ۶۰ عیسائیوں کا وفد آیا تو ان کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ طائف سے مشرکین کا وفد آیا تو مسجد نبوی میں خیمہ لگانے کی اجازت دیدی۔ صحابہؓ نے کہا کیا مشرکین نجس نہیں ہیں؟ فرمایا شرک کی نجاست خدا کی زمین کو ناپاک نہیں کرتی۔ آپ کو حج سے بھی روکا گیا۔ قرآن کریم میں سورۃ حج آیت ۲۶ اور سورۃ انفال آیت ۳۵ میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا، زیادتیوں کے اختلاف میں یہاں تک شدت کی گئی کہ اپنے بنائے ہوئے گھروں میں بھی نہ رہنے دیا گیا۔ اور مسلمانوں کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو جانا پڑا۔ حضرت عبداللہ ذو البجادین یتیم تھے اور اپنے چچا کے گھر رہتے۔ وہ اسلام لائے تو اُن کے چچا نے گھر سے نکال دیا۔ اور اس حالت میں نکالا کہ جسم پر ایک کپڑا بھی نہ چھوڑا۔ اور یہ ظلم اس حد تک بڑھا کہ اپنی منکوحہ بیویوں کو بھی ساتھ نہ رہنے دیا۔ اُم سلمہؓ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کرنے لگیں تو اُن کو زبردستی روک دیا گیا۔ پھر اُم سلمہؓ کے بیٹے کو اُن سے الگ کر دیا۔ اس کے علاوہ زبردستی طلاقیں دلائیں۔ یہ حق بھی نہ دیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے اپنے نام سے پکارا جا سکے۔ چنانچہ کفار نے آپؐ کا نام مُذمّم رکھ دیا۔ پھر تین سال تک سارے مسلمانوں کو شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور کر دیا۔ جہاں کھانا تو ایک طرف پانی بھی نہ جانے دیتے تھے کہ پانی خدا کا ہے اور ہم ہی خدا کے بندے ہیں۔

حضور نے فرمایا مظالم کی یہ داستان بہت طویل ہے۔ ایک مختصر واقعہ میں ان سارے مظالم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبصرہ یہ ہے کہ جب آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ ان کے خلاف بددعا کریں تو آپؐ جوش میں آگئے اور فرمایا تم میں سے پہلے ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جن کے جسموں سے اُن کا گوشت لوہے کے کانٹوں سے کھینچ کر الگ کر دیا جاتا مگر انہوں نے اُف نہ کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ خدا کا کام ہے وہ ضرور پورا کرے گا۔

حضور نے فرمایا، آج آغازِ اسلام کی باتیں کرتے ہوئے ہمیں نبی کریمؐ پر درود بھیجنا چاہیئے جو محسنِ اعظم تھے اور کتنی عظیم شان تھی آپؐ کی اور آپؐ کے غلاموں کی۔ حضور نے بڑے جوش سے فرمایا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دُنیا اِدھر سے اُدھر ہو سکتی ہے زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نہیں ٹلے گی۔ نارِ بولہبی یقیناً نورِ مصطفوی سے شکست کھائے گی۔ دُنیا کی کوئی طاقت کوئی پتھر، کوئی پہاڑ سینوں پر پڑ کر بلالی آواز کو نہیں دبا سکتا۔ لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار سے ہمیں کوئی دکھ، کوئی غم یا کوئی تکلیف باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دین غالب رہنے کے لئے ہے یہ مغلوب رہنے کے لئے نہیں آیا۔

اس کے بعد حضور نے دُعا کروائی اور

السلام علیکم

کہہ کر تشریف لے گئے۔

جلسہ کی باقی کارروائی مکرم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب کی صدارت میں جاری رہی۔

(منقول از الفضل ربوہ
۲۷ر دسمبر ۱۹۸۲ء)

دارالہجرت ربوہ میں منعقدہ جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی

کچھ اور روح پرور تفاصیل

ممالکِ بیرون سے تعلق رکھنے والے مہمانانِ کرام کے لئے امسال بھی حسبِ سابق انگریزی اور انڈونیشین زبانوں میں ترجمہ کا انتظام تھا۔ یہ انتظام مردانہ جلسہ گاہ میں بھی تھا اور زنانہ جلسہ گاہ میں بھی تھا۔

اس جلسہ سالانہ میں جن مقررین نے تقریریں کیں ان کے اسماء اور تقاریر کے عنوان مندرجہ ذیل ہیں۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد بعنوان "اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا اسلامی تصور"، محترم حافظ مظفر احمد صاحب "غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم"۔ محترم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل "عیسائیت کی عالمگیر سرگرمیاں عالمِ اسلام کیلئے لمحہ فکریہ"۔ محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ "احمدیت، عافیت کا حصار"۔ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب "اشاعتِ اسلام زمین کے کناروں تک"۔ محترم سلطان محمود انور صاحب "خاتمیتِ محمدیہؐ کی عظیم تجلیات"۔ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب "صداقت حضرت مسیح موعودؑ از روئے قرآن"۔ محترم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر "تفسیر آیت استخلاف"۔ محترم مولانا محمد شفیع صاحب اشرف "سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ"۔ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب "ہجرت حضرت مسیح علیہ السلام"۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۶ پر)

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کا فیصلہ؟

از محترم ثاقب صاحب زیروی مدیر ہفت روزہ "لاہور"

دس ستمبر ۱۹۸۲ء کو پاکستان کے ریڈیو اور ٹی وی نے اس خبر کو بار بار نشر کیا کہ لاہور کی "انجمن احمدیہ اشاعتِ اسلام" نے (جو لاہوری پارٹی بھی کہلاتی ہے) اپنے آپ کو مسلمان قرار دلوانے مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مُردے دفن کرنے اور اُن کی مساجد میں داخلہ کی اجازت دیئے جانے کے سلسلہ میں جو دعویٰ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں دائر کر رکھا تھا۔ وہ مولوی ظفر احمد انصاری کی قیادت میں جانے والے آٹھ رکنی سرکاری وفد کی مساعی اور محکم دلائل سننے کے بعد عدالت موصوف نے خارج کر دیا ہے۔

ریڈیو اور ٹی وی کے بعد قومی جرائد کی باری آئی تو انہوں نے اس خبر پر چھ چھ سات سات کالمی شہ سرخیاں جمائیں۔ اور اسے خوب خوب ہی اُچھالا۔ اور اُن کے ذیلی اداریے اور علمی و مضافاتی پہنچے تو اب تک "فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست" کے مصداق اس پر مفاخرانہ تبصروں میں مصروف ہیں۔

خبر سازوں نے خزانۂ عامرہ کے اِس اسرافِ بے جا کو جائز ثابت کرنے کے لئے اس خبر کو اِس انداز سے ترتیب دلا کر اُچھلوایا تھا ـــ کہ اندرون و بیرونِ ملک یہ تاثر عام ہو جائے کہ **یہ سارا کارنامہ دراصل کلمہ گوؤں کو غیر مسلم قرار دلانے میں ماہر پاکستانی مولویوں** ـــ قانون دانوں اور دانشوروں ہی کا ہے۔ اگر یہ نہ پہنچتے تو نہ جانے وہاں کیا قیامت گزر جاتی ـــ اور لاریب وہ یہ تاثر دینے میں کامیاب بھی ہُوا۔ چنانچہ معاصر "**نوائے وقت**" لاہور نے اپنی ۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:ـــ

"ـــ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے قادیانیوں (لاہوری گروپ) کا وہ دعویٰ خارج کر دیا ہے جو انہوں نے خود کو مسلمان کہلانے، مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مُردے دفن کرنے اور مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے کے حقدار ہونے کے سلسلہ میں دائر کر رکھا تھا۔ . . . . یہاں سے اگر مولانا ظفر احمد انصاری کی سربراہی میں سرکردہ علماء اور قانون دانوں کا وفد نہ بھیجا جاتا تو جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کا فیصلہ مختلف بھی ہو سکتا تھا۔"

بلکہ پاکستان میں "**شدھی**" کے سب سے بڑے علمبردار اس جریدے نے حکومت کو یہ توجہ دلانی بھی ضروری سمجھی کہ

"ـــ بہرحال اب ضرورت اِس بات کی ہے۔ کہ قادیانیوں کا تعاقب کیا جائے اور افریقہ کے دُوسرے ملکوں خاص طور پر وہاں کی سابق برطانوی نو آبادیات میں بھی اسی نوعیت کے وفد بھیجے جائیں اور وہاں کی عدالتوں میں بھی قانونی چارہ جوئی کا آغاز کیا جائے۔"

اس کے دو ہفتے بعد ہفت روزہ "لاہور" کے ۲۶ ستمبر ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں ایک معلومات آفریں مکتوب (بلاتبصرہ) بصورت اداریہ شائع ہُوا۔ جس میں بعض دُوسرے رموزِ درونِ خانہ کا ذکر کرتے ہوئے مکتوب نگار نے ضمناً اس خبر کا نوٹس بھی لیا۔ اور مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں ایک عیسائی عدالت کے فیصلے کی قانونی اور شرعی حیثیت کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"ـــ میرے نزدیک تو یہ خبر بھی محلِ نظر ہے کیونکہ اس کے راوی **مولانا ظفر احمد انصاری ہیں جو سچ بولنے کے معاملہ میں ہرگز قابلِ رشک شہرت نہیں رکھتے**۔ کوئی عجب نہیں کل اصل بات اس خبر کے بالکل برعکس نکلے مگر اس وقت تک جھوٹ پھیل چکا ہوگا۔ اور شاید یہی اخبارات کا مقصد ہے۔" ("لاہور" ۲۶ ستمبر ۱۹۸۲ء)

اور وہی ہُوا۔ جب اس خبر کے سلسلہ میں مزید تجسس و تعاقب کیا گیا تو معلوم ہُوا کہ ان حضرات نے واپس آکر جو کچھ چھپایا یا چھپوایا اور نشر کروایا وہ سر تا سر جھوٹ ہے کیونکہ آمدہ دستاویزات اور عبوری حکم کے مطالعہ سے معلوم ہُوا کہ

اوّل ـــ پاکستان کے سرکاری وفد نے عدالت میں کوئی دلائل وغیرہ پیش نہیں کئے اور نہ وہ ایسا کرنے کا مجاز تھا کیونکہ عدالت کی متعلقہ دستاویز کے ان الفاظ سے واضح ہے:ـــ

" 11 OBSERVERS FROM PAKISTAN ATTENDED THE CASE ON BEHALF OF THE RESPONDENT."

وفد کے ارکان کو محض آبزرور (مبصر) کی حیثیت سے عدالت میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اور ہر ذی شعور جانتا ہے کہ مبصر کارروائیِ عدالت میں حصہ لینے کا مجاز نہیں ہوتا۔

دوم ـــ اصل دعویٰ کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔

سوم ـــ سائل کی محض وہ درخواست خارج ہوئی ہے جو اُس نے ایک حکمِ امتناعی کے حصول کے لئے دی تھی۔ اور اس میں بھی فریقین کے خرچے (COSTS) کے تعین کا معاملہ دعویٰ زیرِ سماعت کے **آخری فیصلہ** پر اُٹھا رکھا گیا ہے۔ نیز

چہارم ـــ اپنے اس عبوری حکم میں بھی عدالت نے اشارۃً اس امر کا اظہار کر دیا ہے کہ مذہبی معاملات میں اس کے فیصلہ کا قطعاً مؤثر ہونا ممکن نہیں اور نہ اُس سے فریقین کے مذہبی اختلافات دُور ہو سکیں گے۔

کرب انگیز ہے یہ حقیقت۔ کہ جماعتِ احمدیہ کے معاملہ میں بلا تحقیق و بلا دریغ غلط خبروں کی اشاعت و تشہیر ہمارے قومی ذرائع اِبلاغ کے نزدیک "**کارِ ثواب**" کی سی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اور وہ اس مذہبی جماعت کے معاملہ میں "**کذبِ صریح**" کو بھی "**نیکی**" سمجھنے لگے ہیں۔ بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ـــ ع

شرمندگی بھی اب نہیں ہوتی خطا کے بعد

لیکن آخر کب تک؟ ـــ اگر اس دُنیا کا کوئی خدا ہے اور ہمارا صدقِ دل سے ایمان ہے کہ واقعی ہے جو رحیم و کریم ہونے کے ساتھ ساتھ جبّار اور قہّار بھی ہے۔ تو پھر یہ یاد رہے کہ ـــ

اُس کے یہاں دیر تو ہے اندھیر ہرگز نہیں

(جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے متذکرہ عبوری حکم کا اُردو ترجمہ درج ذیل ہے)

بعدالت سپریم کورٹ (جنوبی افریقہ) صوبائی ڈویژن کیپ ٹاؤن گڈ ہوپ۔

مقدمہ نمبر ۵۷۸۶/۸۲ - ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام (لاہور) جنوبی افریقہ ـ سائل

بنام ـ مسلم جوڈیشل و چار دیگران

وان ڈین ہیور ـ جج

کاغذات کے ملاحظہ سے میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ مسئول الیہم کے مطابق (اُن کے) مسلّمہ بینہ عقائد کے برعکس **میرزا غلام احمد** کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ـــ اُنہوں نے **جہاد بالسیف** کی جگہ **جہاد بالقلم** پر زور دیا ہے۔ مَیں یہ زور دے کر کہوں گا۔ اور اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ تشدد کے رجحان سے پولیس اور عدالتیں فوری طور پر اور مضبوطی سے نمٹ لیں گی۔ مَیں نے اس بات کا ذکر عدالت میں حاضرین کی کثیر تعداد کے باعث کیا ہے۔ اس لئے نہیں کیا کہ مجھے سُنّیوں کی طرف سے احمدیوں کے خلاف تشدد کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ اس لئے کیا ہے کہ اسی قسم کے خدشات شائع شدہ بیانات میں پنہاں ہیں۔

مجھے یہ بات انتہائی دُکھ سے ضبطِ تحریر میں لانی پڑتی ہے کہ میرے تجربے کی توثیق ان دستاویزات سے ہوتی ہے ـــ جو مذہبی اختلافات سے پُر ہیں۔ لائقِ صد افسوس ہے یہ امر کہ مذہب کے علاوہ اور کوئی امر ایسا نہیں۔ جس کے بارے میں انسان ـــ تحمّل و برداشت سے کاملاً عاری ہو۔ اس حقیقت کے باوصف کہ اکثر مذاہب انسانوں میں ـــ بھائی چارے ـــ امن اور یگانگت کا درس دیتے ہیں۔ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں یقینی صورت جلد از جلد واضح ہونی چاہیئے۔ لہٰذا مَیں حکم تو ابھی صادر کئے دیتا ہوں۔ لیکن اس کی وجوہ بعد میں تحریر کروں گا ـــ یہ حکم صادر کرتے وقت میں اس امر کی بھی وضاحت کر دوں کہ ـــ میرے زیرِ غور معاملہ **عبوری نوعیت** کا ہے۔ اور جو بھی وجوہات (موجبات) میں بیان کروں گا۔ وہ دو فرقوں کے درمیان مذہبی **اختلافات کو نہ دُور کر سکیں گی اور نہ ہی کر سکیں گی** ـــ اس مرحلہ پر مَیں عارضی حکم کو خارج کرتا ہوں۔ لیکن خرچہ کا معالمہ **آخری** (مقدمہ) **فیصلہ** پر اُٹھا رکھتا ہوں۔

وان ڈین ہیور ـ جج

(بشکریہ ہفت روزہ "لاہور" مجریہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

جناب مدیر "لاہور" کے نام دو مراسلے

(۱)

اِتنا بڑا جھوٹ

ثاقب محترم! سلام مسنون! آپ نے تو اصل فیصلہ چھاپ کر ہمارے تمام قومی ذرائع ابلاغ کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا۔ اس سے تو صاف واضح ہے کہ قادیانیوں کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں دیا گیا۔ بلکہ ابھی تو اس سلسلہ میں دعویٰ بھی دائر نہیں ہُوا۔ سرکاری وفد کے ارکان (جن میں عالمانِ دین۔ قانون دان ایک سابق اٹارنی جنرل اور ایک سپریم کورٹ کا سابق جج بھی شامل تھا) حیرت ہے یہ سب کے سب جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے فیصلہ کے متعلق ۱۰ ستمبر کو ایک غلط خبر نشر ہوتی سُنتے رہے مگر کسی نے نہ کہا کہ "بھائی تم کیا کر رہے ہو وہاں تو کچھ بھی نہیں ہُوا۔ ابھی تو دعویٰ بھی دائر نہیں ہُوا۔ یہ تو کوئی درخواست برائے حکم امتناعی تھی جو خارج ہوئی۔ اور ہم نے بھی وہاں کچھ نہیں کیا ـــ ہمیں صرف آبزرور کی حیثیت سے بیٹھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ہم تو کچھ بول ہی نہیں سکتے تھے۔"

پھر نشریاتی ادارے ذرا چُپ ہوئے تو اخباروں نے کہرام بپا کر دیا۔ بعض تاج محمود۔ منظور چنیوٹی۔ اللہ دِتّا اور اللہ یار قسم کے مولویوں نے تو جنوبی افریقہ کے اس فیصلے کی خوشی میں مٹھائی بانٹنے کی خبریں تک شائع کرا دیں۔

مگر اصل بات یہ ثابت ہوئی کہ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ چھپایا جو کہا افسانہ تھا!

مولوی کی تو خیر فکر محدود ہوتی ہے۔ سرکاری وفد کے ارکان نے بھی نہ سوچا کہ جنوبی افریقہ خواہ کتنی بھی دُور ہو۔ آج کی دُنیا میں مادّی بُعد معنے کیا رکھتا ہے؟ آج نہیں تو کل خبر آجائے گی وہ تو یہ سوچتے کہ اس جھوٹ کے ظاہر ہو جانے پر وہ کہیں بیٹھنے کے اور بار روموں میں کسی کو مُنہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

'لاہور' نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس ناشدنی کا راوی مولوی انصاری ہے جو سچ بولنے میں ہرگز قابلِ رشک شہرت نہیں رکھتا۔

بہرحال اس سانحہ نے دُو باتیں واضح کیں۔ کہ اب ملک میں "ذرائع ابلاغ" کا کچھ اپنا نہیں رہا۔ نہ زبان۔ نہ ذہن نہ ضمیر نہ قلم۔ جو اُوپر سے آتا ہے وہ اُسے بغیر سوچے سمجھے اُگل دیتے اور اپنے کالموں میں شائع کر دیتے ہیں۔ الامان! "اے پی پی" ریڈیو۔ ٹی وی۔ تمام اخبارات۔ سارا سارا دن یہ جھوٹ دُہراتے رہے۔ چھ چھ سات سات کالمی سُرخیاں لگا کر یہ جھوٹ پھیلاتے رہے کسی کو ذرا خیال نہیں آیا کہ جب یہ جھوٹ ننگا ہو گیا تو ہماری دُوسری خبروں اور ہمارے دُوسرے نشریوں کا کوئی کیوں اعتبار کرے گا؟ کسی کو بھی اتنے بڑے پیمانے پر اتنا بڑا جھوٹ بولتے شرم نہیں آئی۔

دوسری یہ کہ اسی قسم کی بالائی ہدایات پر ہمارے ذرائع ابلاغ نے جو ڈرامہ ۲۹ رمئی ۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن سے منسوب اُچھالا تھا اس سے اس کے سر تا سر جھوٹے ہونے کی صد فی صد توثیق ہو گئی۔ اس وقت بھی ان سب ذرائع ابلاغ نے ایکا ایکی آسمان سر پر اُٹھا لیا تھا۔ اور یہ فیصلہ جسے آپ نے بجا طور پر ... ستان میں "شُدھی" کے سب سے بڑے علمبردار کا خطاب دیا تھا۔ یہ تو مجروحین کے لئے لاہور ہوائی جہاز ڈاکٹر اور خون کی بوتلیں بھجوانے کی خبریں بھی چھاپتا رہا۔

مگر جب ہائی کورٹ کے جج کے سامنے بات ڈاکٹر کی زبانی کھلی تو معلوم ہوا کہ تین طلبار کو صرف گھونسوں کی ضربات تھیں۔ جو انہیں باہم دھینگا مشتی سے آئی تھیں۔

مگر وہ تو بقول شخصے سوشلزم کا دَور تھا بقول علماء دین سے گمراہ عوامی دَور اور اقدارِ اسلامی سے بیزار دَور۔ مگر اب تو اسلام کا نفاذ زیرِ عمل ہے۔

اب ہمارے ذرائع ابلاغ کا حیاؤ اتنا کیوں کھل گیا ہے اب وہ جھوٹ کو شیرِ مادر جان کر کیوں بولنے اور چھاپنے لگے ہیں۔ بلکہ اب تو بعض اوقات ہی نہیں اکثر اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے ہاں بولا ہی صرف "جھوٹ" جاتا ہے۔

اس سرکاری وفد کی کارکردگی نے تو اس سے پہلے بیرونی ملکوں میں جانے والے سرکاری وفود کی ریڈیو۔ ٹی وی سے نشر ہونے اور اخبارات میں چھپنے والی تمام کارکردگیوں کو بھی مشکوک بنا دیا ہے۔ سچ ہے قومیں اپنے انجام کی طرف خود بڑھا کرتی ہیں۔ کوئی انہیں بالجبر دھکیل کر نہیں لے جایا کرتا۔

(نیاز نشان۔ حماد رضا۔ کراچی)

(منقول از "لاہور" ۱۴ رنومبر ۱۹۸۲ء)

۲

جھوٹ سے پیار

جناب ثاقب: سلام خلوص! آپ ٹھیک ہی فرمایا کرتے ہیں کہ ہمارے "شُدھی" علمبردار جرائد کی غذا ہی جھوٹ ہے۔ اُنہیں جھوٹ سے پیار ہے۔ یہ اخبار نہیں جھوٹ فروخت کرنے کے ادارے ہیں — اب انجمن احمدیہ اشاعتِ اسلام (لاہوری گروپ) کے متعلق ان کی جھوٹی خبر ہی کو لیجئے۔ اگر آپ ان ... کا نتیجہ جھوٹ کا پول نہ کھولتے تو یہ حقیقی عکس ڈال کر ساری قوم کو دھوکا دے چکے تھے۔ کیا ریڈیو۔ ٹی وی اور تمام (شُدھی کے علمبردار) جرائد کا مچایا ہُوا یہ مخابراتی کہرام کہ

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ انہیں غیر مسلم قرار دینے میں مولوی ظفر انصاری کی قیادت میں جانے والے وفد نے (جو) میں سپریم کورٹ کا ایک ... جج۔ ایک ڈپٹی اٹارنی جنرل سابق۔ کچھ قانون دان۔ دانشور اور دو ایک احراری مولوی ... تھے) بڑی پُرزور وکالت کی ہے —— اب ان لوگوں کا تمام افریقی ملکوں میں تعاقب کرنا چاہیئے۔ بلکہ وفد کے رکن مولوی صاحبان نے تو یہاں تک جھوٹ بولا کہ جب وہ دلائل دے رہے تھے اس وقت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں "جوہنس برگ" میں ڈیرہ لگائے بیٹھا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب آپ نے عدالت کے ابتدائی فیصلے کے ساتھ ساری کہانی چھاپی تو معلوم ہُوا کہ —— لاہوری گروپ نے کوئی دعویٰ دائر نہیں کیا تھا صرف ایک حکم امتناعی طلب کیا تھا۔ جس کی اجازت نہ دیتے ہوئے عدالت نے اس امر کی بھی وضاحت کر دی کہ وہ مذہبی امور پر کوئی فیصلہ نہیں دے گی۔ اور نہ ان امور پر اس کا فیصلہ مؤثر ہوگا۔ البتہ اگر کسی فریق نے "لا اینڈ آرڈر" کا مسئلہ پیدا کیا تو ہماری پولیس اور عدالتیں ان سے نمٹنے کے لئے کافی مضبوط و مستعد ہیں۔

—— سرکاری وفد نے واپس آکر "صرف جھوٹ" بولا ہے اسے وہاں صرف بطور مبصر (OBSERVER) کے طور پر بیٹھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کا ہرگز مجاز نہ تھا اور

—— چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں ۹، ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو پیدرو آباد (اسپین) میں تھے جہاں وہ اسپین میں ۷۵۰ سال کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی سب سے پہلی مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ بلکہ انہوں نے اس تقریب سے خطاب بھی کیا جس کی گواہ مؤثر عالمی اخبارات کی خبریں اور دُنیا کے قریباً ۷۰ فیصد ممالک میں دکھائی جانے والی مخابراتی فلمیں ہیں۔ اور

—— کہ دراصل "مسجد بشارت" اسپین کی خبر کو نظر انداز کرانے کے لئے ہی یہ جھوٹ گھڑا۔ بولا اور پھیلایا گیا تھا۔

آپ کے اس حرفِ آخر قسم کے ایڈیٹوریل کے چند ہفتہ بعد "جنگ" لاہور نے مکمل فیصلے کا ترجمہ شائع کرنا شروع کر دیا۔ جس سے صد فی صد آپ کی تصریحات کی تائید ہوئی۔ اب ہمیں۔ انتظار تھا کہ ان اقساط کی اشاعت کے بعد اخبار "جنگ" یہ معذرت کرے گا کہ

اس نے ۱۱ ستمبر ۱۹۸۲ء کو اس سلسلہ میں جو خبر چھاپی (جس کی تائید میں بھی اس کے بعد خبریں چھاپتا رہا) وہ سب غلط، یا غلط فہمی پر مبنی تھیں۔ کیونکہ اس فیصلے سے تو اُن کی تائید نہیں ہوتی۔

لیکن اس کے برعکس اُس نے کیا یہ کہ عبد الرحیم اشعر اور عبد الجبار نامی دُو مولویوں کے پھر دُو جھوٹے بیان چھاپ دیئے۔ جن کی اشاعت کا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ جنوبی افریقہ کی عدالت کے فیصلہ کو اس خبر کی اساس نہ بنایا جانے۔ بلکہ ان مولویوں کی ہفوات کو اہمیت دی جائے جنہوں نے جب بھی پاکستان کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا ہے مذہب ہی کی آڑ میں اور مذہب ہی کے نام پر جھوٹ پھیلا کر کیا ہے۔ میرا خدا میرے اس ملک عزیز کو اس جھوٹ فروش اور جھوٹ سے پیار کرنے والی صحافت سے بچائے۔ یہ تو اپنی دکان داری چمکانے کے لئے اعدائے وطن کا کردار ادا کر رہی ہے۔

والسلام۔ نصیر براس (لاہور)

(منقول از ہفت روزہ "لاہور" ۲۶ دسمبر ۱۹۸۲ء)

جلسہ سالانہ ربوہ کی کچھ تفاصیل —— بقیہ صفحہ (۴)

محترم مرزا عبد الحق صاحب "ذکرِ حبیب علیہ السلام"۔

جلسہ سالانہ کے اجلاسات کے علاوہ جلسہ کے دنوں میں متعدد دیگر پروگرام بھی منعقد ہوئے۔ چنانچہ امسال جلسہ کے اوقات ختم ہونے کے بعد شام کو نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت شبینہ اجلاس مسجد اقصیٰ میں منعقد ہُوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ تحریک جدید کے تحت مختلف زبانوں کا اجلاس منعقد ہُوا جس میں کئی ملکوں کی زبانوں میں تقاریر کی گئیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹروں، آرکیٹکٹس و انجینئروں اور طلباء کے اجلاسات منعقد ہُوئے۔ سوال و جواب کی دُو محافل مختلف جگہوں پر منعقد ہوئیں۔ مجالسِ خدام الاحمدیہ و انصار اللہ نے اپنے قائدین و زعماء کے اجلاسات منعقد کروائے۔ نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں ایک تبلیغی نمائش لگائی گئی جس میں چارٹس کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ، اختلافی مسائل۔ جماعت احمدیہ کے بزرگان۔ اہم واقعات اور جماعت احمدیہ کے کارہائے نمایاں کو واضح کیا گیا تھا۔

گزشتہ جلسہ ہائے سالانہ کی طرح اس جلسہ کی اہم ترین خصوصیت احبابِ جماعت کی اپنے محبوب امام سے ملاقات تھی۔ جماعت کے ہزاروں احباب نے جلسہ سالانہ کے اوقات کے علاوہ صبح اور شام اور رات گئے تک قطاروں میں بڑے نظم و ضبط کے ساتھ اپنے آقا سے ملاقات اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ۲۵ دسمبر کی شام سے ہی شروع ہو گیا۔ اور ۲۹ دسمبر تک جاری رہا۔ پاکستان کے احباب کے علاوہ حضور نے ممالکِ غیر سے آئے ہوئے احمدی مرد و زن سے بھی ملاقات کی۔ اور ان کو مختصر نصائح سے بھی نوازا۔

ممالکِ بیرون کی پہلی مجلسِ شوریٰ

جلسہ سالانہ کے بعد ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء کو اس بار جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ صرف ممالکِ بیرون کے نمائندوں پر مشتمل مجلس شوریٰ سرائے فضل عمر (گیسٹ ہاؤس تحریک جدید) میں منعقد ہوئی۔ اس میں ۲۴ ممالک کے نمائندگان مرد و زن نے شمولیت کی۔ اس میں جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں پہلی بار دو خواتین نے بھی حضور ایدہ اللہ کی اجازت اور ارشاد پر پردے کے پیچھے سے اپنی آراء کا اظہار کیا۔

اس جلسہ کی بھی حسبِ سابق رنگین متحرک ویڈیو VDO فلم تیار کی گئی۔

(منقول از روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ یکم جنوری ۱۹۸۳ء)

قسط نمبر (۲)

سیرت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

خدمتِ خلق کا بے مثال اُسوۂ حسنہ

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی بر موقع جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۸۲ء

ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صلہ رحمی میں بے نظیر نمونہ رکھتے تھے اپنے قریبی رشتہ داروں کی خدمت اور اُن کے حقوق کی نگہداشت میں وہ عملی نمونہ پیش فرمایا ہے جو رہتی دُنیا تک نوع انسان کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتا رہے گا۔

بیوی بچوں کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بیویوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ صحراء کے جاہل فرزند عورتوں کو انسانیت کی توہین سمجھتے تھے وہ مردوں کے ہر قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتی تھیں۔ شادی کے بعد بھی بیوی کی حیثیت میں اسے کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ شادی کے وقت تمام عمر غلام رہنے کا معاہدہ کرتی خاوند کی اجازت کے بغیر اسے کوئی کام کرنے کی اجازت نہ ہوتی اس کی جو جائیداد ہوتی خاوند کی ملکیت سمجھی جاتی۔ ایسے وقت میں پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے اعلان فرمایا کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (نساء) کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور خود اپنا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ کہ دیکھو تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کے اعتبار سے تم سے بہتر ہوں۔

پھر فرماتے ہیں:—

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَۃٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَھْلِکَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا اَلَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَھْلِکَ (مسلم)

کہ ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے راہِ خدا میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے کسی کو آزاد کرنے میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو کہ مسکین پر خیرات کر دیا اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا ان میں سب سے افضل وہ دینار ہے جو تم نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ۔ (ترمذی)

کہ مسلمانوں میں کامل مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو اور تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔

نیز ایک موقعہ پر جبکہ معاویہ بن حیدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے فرمایا جب تو کھائے تو اس کو بھی کھلا اور جب تو پہنے تو اس کو بھی پہنا اور اس کے منہ پر نہ مار اور اس کو بُرا نہ کہہ اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کر مگر گھر کے اندر۔ (ابو داؤد)

پھر جب ہم اپنے آقا و مطاع سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا بے نظیر نمونہ پاتے ہیں کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔

خود ازواج مطہرات کی شہادت اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ انا خیرکم لاھلی چنانچہ اُم المومنین حضرت عائشہ رض کی شہادت کان خلقہ القرآن اور حضرت اُم سلمیٰ رض کا اپنی وفات سے قبل یہ فرمانا کہ مجھے دفن کرتے وقت میرا چہرہ اس حجرے کی طرف کیا جائے جہاں میں اپنے نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ یہ آپ کے حسن سلوک اور ازواج مطہرات کی بے مثال خدمت پر زبردست شہادتیں ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عائشہ رض سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں کیا معمول ہے؟ تو آپ رض نے جواب دیا کہ—

کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِہْنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ فِیْ خِدْمَۃِ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ

کہ آپ اپنے اہل کی محنت کرتے تھے یعنی خدمت کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آ جاتا تو آپ نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔

یہ آپ کی بے مثال معاشرت اور اپنی بیویوں کی خدمت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کی وفات کے وقت جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی عمر صرف ۱۸ سال تھی جنہوں نے خود شہادت دی ہے کہ آپ کی زندگی میں بسا اوقات ہمارے گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو آپ کے پاس اس قدر کثرت سے نقد اور اموال آتے تھے کہ آپ ایک مالدار عورت بن سکتی تھیں مگر آپ کی یہ حالت تھی کہ جب پہلی دفعہ میدے کا آٹا آپ کی خدمت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھجوایا اور آپ نے نرم گرم چپاتی کا پہلا ہی نوالہ توڑا اور خدا تعالیٰ کا نام لے کر اپنے منہ میں ڈالا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں یہ نوالہ آپ کے گلے میں پھنس جاتا ہے اور آپ کے اشک بار ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ حقیقت کا جادو ہے جو سر پر چڑھ کر بہ آواز بلند شہادت دے رہا ہے کہ لاریب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انا خیرکم لاھلی کے معیار کے مطابق سب سے فائق تھے۔

پڑوسیوں کی خدمت اور ان کے حقوق کی نگہداشت

اللہ تعالیٰ نے جہاں پر والدین۔ قریبی رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے وہاں پر پڑوسیوں کی خدمت اور ان کی نگہداشت کئے جانے کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔

(نساء آیت نمبر ۳۷)

اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ نیک احسان کرو اور نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو ان کے ساتھ بھی اور جو متکبر اور اترانے والے ہوں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تاکید کے ساتھ ہمسایوں کے ساتھ خبرگیری اور ان کی خدمت بجا لانے کی تاکید فرمائی ہے اس کی مثال بھی دُنیا پیش کرنے سے قاصر ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

مَازَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ

کہ جبریل ہمسایہ کے متعلق مجھ کو بار بار نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میرا خیال ہوا کہ شاید ہمسایہ کو وراثت میں شریک کر دیں گے۔

پھر آپ نے حضرت ابو ذر رض کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَۃً فَاَکْثِرْ مَاءَھَا وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ (مسلم)

اے ابوذر! جب شوربا پکایا کرو تو اس میں پانی زیادہ کر دیا کرو اور اپنے پڑوسی کی بھی خبر گیری کیا کرو۔

پھر ایک موقعہ پر فرمایا کہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال واللّٰہِ لا یؤمن واللّٰہ لا یؤمن واللّٰہِ لا یؤمن قیل من یا رسول؟ قال الذی لا یأمن جارہٗ بوائقہٗ

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کون مومن نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ جس کا پڑوسی اسکی شرارتوں اور اس کے اچانک وارول سے امن میں نہ ہو۔

پھر عورتوں کی مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا نساء المسلمات لا تحقرن جارۃٌ لجارتھا ولو فرسن شاۃ

(بخاری)

کہ اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن سے حقارت آمیز سلوک نہ کرے اگر ایک بکری کا پایہ بھی بھیج سکتی ہو تو اسے بھیجنا چاہیئے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمسایہ کا بہت خیال رکھتے تھے گھر میں جب کبھی کچھ پکتا ہمسایہ کو بھجواتے۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جس کا دروازہ قریب ہو۔ (بخاری)

بیواؤں اور یتیموں کی بے مثال خدمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا یہ نہایت کھلا ورق ہے کہ آپ نے اپنی عائلی زندگی ایک بیوہ یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر کے مشروع فرمائی اور جوانی کا بہترین حصہ اسی بیوہ کے ساتھ بسر فرمایا۔ یوں تو آپ نے کئی شادیاں کی ہیں جن میں کنواری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ کی عائلی زندگی میں زیادہ تر بیواؤں کو ہی آپ کی رفاقت حاصل رہی۔ جب ہم آپ کی خدمت بیوگان اور ان سے بے مثال حسن سلوک کا جائزہ لیتے ہیں تو حضرت ابو طالب کے الفاظ جو آپ کی کی زندگی کے جلی عنوان تھے آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں وہ اپنے ایک شعر میں آپ کو ثمال الیتمٰی وعصمۃ للارامل یعنی یتیموں کا فریاد رس اور بیوگان کی عصمت کا محافظ قرار دیتے ہیں۔ آپ کے بیوگان سے بے مثال سلوک کی شہادت خود آپ کی بیوی کے الفاظ میں بیان کی جاتی ہے۔

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ اس غیر مانوس اور غیر متوقع جلال الٰہی سے مرعوب ہو کر سخت گھبرائے ہوئے اپنے گھر آئے اور ایک سہمی ہوئی آواز میں اپنی رفیقۂ حیات سے فرماتے ہیں کہ مجھے پر آج یہ حالت گزری ہے اور مجھے اپنے نفس کی طرف سے ڈر پیدا ہو گیا ہے اس وقت گھر میں بظاہر حالات یہی دونوں میاں بیوی تھے۔ خاوند ادھیڑ عمر کو پہنچا ہوا اور بیوی بوڑھی۔ گھر کی چار دیواری میں دوست دشمن سے دور تکلف کا طریق بیرون از سوال تھا دونوں پندرہ سال کے لمبے عرصہ سے ایک دوسرے کے رفیق زندگی تھے ایک دوسرے کی خوبیاں ایک دوسرے کے سامنے تھیں ایسی حالت میں جس سادگی کے ساتھ خاوند نے اپنی پریشانی بیوی سے بیان کی اور جس بے ساختگی کے عالم میں بیوی نے سامنے سے جواب دیا اس جوڑے کے باکمال اتحاد کا بہترین آئینہ دار ہے۔ تاریخ نے آپ کی بیوی کی یہ پہلی شہادت لفظ بلفظ ہمیشہ کے لئے ان الفاظ میں محفوظ کی ہوئی ہے فرماتی ہیں:۔

کلّا واللّٰہِ ما یخزیک اللّٰہ ابدًا انّک لتصل الرحم وتحمل الکلّ وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علٰی نوائب الحق۔

(بخاری)

خدا کی قسم یہ کلام اس لئے آپ پر اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیا کہ آپ ناکام اور نامراد ہوں اور خدا آپ کا ساتھ چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ ایسا کب کر سکتا ہے آپ تو وہ ہیں کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں اور بے کس اور بے مددگار لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ وہ اخلاق جو ملک سے مٹ چکے ہیں وہ آپ کی ذات کے ذریعہ دوبارہ قائم ہو رہے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں کیا ایسے انسان کو خدا تعالیٰ ابتلاء میں ڈال سکتا ہے؟

اس بیوی کا پندرہ سالہ رفاقت کا یہ حسین ترین خلاصہ ہے جو اس بے مثال خدمت کا جو پندرہ سالہ خانگی زندگی میں حضرت خدیجہ کے قلب پر آپ نے اپنی زندگی میں پیدا کیا۔ چنانچہ یہ بیوی جس سال وفات پا جاتی ہیں اس سال کو آپ نے دنیا کی تاریخ میں عام الحزن قرار دے کر ہمیشہ کے لئے یادگار رسالہ بنا دیا اور یہ سلوک یہیں تک محدود نہیں۔ آپ اس بیوی کے پہلے شوہروں کے بچوں اس کی بہن اس کے بھتیجے اس کے تمام عزیز و اقارب اس کی اولاد بلکہ اس کی سب سہیلیوں سے جس رنگ میں اپنی رفیقۂ حیات کی وفات کے بعد حسن سلوک جاری رکھتے ہیں وہ آپ کی خدمات پر چار چاند لگاتا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ جب بدر کے قیدیوں کے ہمراہ مدینہ میں لائے گئے تو ان کے فدیہ میں ان کی زوجہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب نے جو ابھی تک مکہ میں ہی تھیں کچھ چیزیں بھیجیں ان میں ان کا ایک ہار بھی تھا۔ یہ ہار وہ تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہیز میں اپنی بیٹی زینب کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس ہار کو دیکھا تو اپنی مرحومہ بیوی حضرت خدیجہ کی یاد نے آپ کو تڑپا دیا اور آپ چشم پر آب ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر تم پسند کرو تو زینب کا مال اُسے واپس کر دو۔ صحابہ کو اشارہ کی دیر تھی زینب کا مال فوراً اسے واپس کر دیا گیا۔

آج کثرت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بیوہ عورت سے کوئی شادی نہیں کرتا یا خود بیوگان کی طرف سے شادیوں کی کوشش خاندان کی ناک کٹوانا قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا ہوتا تھا ادھر بیوہ کی عدت گزری اور ادھر اس کے اور اس کے بچوں کی پرورش کے خیال سے لوگوں نے ان سے شادی کی درخواست پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوجوان سے پوچھا کہ تم نے جوان لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! میرے بھائی کے بچے یتیم تھے ان کی پرورش کے لئے ایک تجربہ کار خاتون کی ضرورت تھی اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کر لی۔

پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیواؤں کے تعلق سے دنیا کے سامنے اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا ہے اسی طرح یتیموں کی پرورش کے بارہ میں بھی آپ کا نمونہ بے نظیر ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی کے مطابق آپ نے اعلان فرمایا کہ فامّا الیتیم فلا تقھر (کہف) کہ یتیموں پر سختی نہ کی جائے اور خود فرمایا کہ

انا وکافل الیتیم فی الجنۃ ھکذا واشار بالسبابۃ والوسطٰی وفرّج بینھما (بخاری)

میں اور یتیم کا دیکھ بھال کرنے والا جنت میں اس طریقہ سے ہوں گے اور آپ نے شہادت کی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان کشادگی ظاہر کی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یتیموں کو اس قدر انس اور لگاؤ تھا کہ آپ جب کبھی بازار سے گزرتے تو یتامیٰ آپ کو بازو سے پکڑ لیتے اور کہتے کہ یا رسول اللہ! مجھے فلاں ضرورت ہے۔ قربان جائیے رحمۃ للعالمین پر کہ آپ وہیں رک جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تشریف لے جاتے اور فرماتے چلو پہلے تمہارا کام کر دیں یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ اگر وہ زندہ نہیں رہے تو اور بہت سے دوست ہوں گے کہ ان کی اولاد کی پرورش اور نگہداشت کریں گے۔ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیوہ سے شادی کی اور شادی کے بعد اپنی جائیداد اپنی بیوی کے پہلے بچوں کو دے دی۔ اسی قربانی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام نے کبھی راہ خدا میں مرنے سے احتراز نہیں کیا بے شک جانی قربانی کے پیچھے جذبۂ ایمان اور خواہش وصالِ الٰہی تھی مگر جب اس کے ساتھ دنیوی سامان بھی مل جائیں تو یہ اور بھی شاندار ہو جاتی ہے۔

صنفِ نازک کی بے مثال خدمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کسی مذہب اور قوم میں عورت کو ایسے حقوق اور آزادی حاصل نہ تھی کہ اسے بطور حق کے استعمال کر سکے بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورت کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی جائیداد کی مالک نہ تھی اس کا خاوند اس کی جائیداد کا مالک سمجھا جاتا تھا اسے اس کے باپ کے مال میں سے حصہ نہ دیا جاتا تھا۔ اور

اپنے خاوند کے مال میں بھی وہ وارث نہیں سمجھی جاتی تھی۔ جب کسی مرد سے اس کا نکاح ہو جاتا تو اس سے کسی بھی حالت میں علیحدہ نہیں ہو سکتی تھی اس کے خاوند کو تو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ اُسے جُدا کر دے لیکن اُسے اپنے خاوند سے جُدا ہونے کا کوئی حق حاصل نہ تھا خواہ اسے کسی قدر ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ بعض جگہ وہ خاوند کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔ بعض خاوند بیویوں کو فروخت کر دیتے تھے یا جوئے یا شرطوں میں ہار دیتے تھے۔ ماں باپ جن کا نہایت ہی گہرا اور محبت کا رشتہ ہے اگر وہ اس نقص کو دیکھ کر اپنی لڑکیوں کو اپنی زندگی میں کچھ دے دیتے تھے تو ان کے خاندانوں میں فساد پڑ جاتا تھا۔ خاوند اُن پر خواہ کیسا ہی ظلم کرے وہ اس سے جُدا نہیں ہو سکتی تھی یا جن قوموں میں جُدا ہو سکتی تھی تو ایسی شرائط پر کہ بہت سی شریف عورتیں اس جُدائی سے موت کو ترجیح دیتی تھیں اور اس سے بڑھ کر یہ ظلم تھا کہ بہت سی صورتوں میں جب عورت کا خاوند کے ساتھ رہنا ناممکن ہوتا تھا تو اُسے کامل طور پر جُدا کرنے کی بجائے صرف علیحدہ رہنے کا حق دیا جاتا تھا جو خود ایک سزا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنی زندگی کو بے مقصد بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہے اور بعض حالتوں میں اس کی ایسی مجبور زندگی بنا دی جاتی تھی کہ ایک طرف قلبی تکلیف میں اسے مبتلا کیا جاتا تو دوسری طرف عائلی ذمہ داریاں اس پر ڈال دی جاتی تھیں عورت کو مارا پیٹا جاتا۔ خاوندوں کے مرنے کے بعد زبردستی خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جاتا لڑکیوں کی پیدائش پر سوگوار ہو جاتے اور بعض انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے گویا کہ ہمہ اقسام ظلم ان پر ڈھائے جاتے تھے اور انہیں جائز سمجھا جاتا تھا۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد ان سب ظلموں کو یکسر مٹا دیا۔ آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت خاص طور پر میرے سپرد فرمائی ہے۔ میں خدا کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ مرد اور عورت بلحاظ انسانیت برابر ہیں۔ جب وہ معاہدہ نکاح کے ذریعہ مل کر زندگی گزاریں تو جس طرح مردوں کو ان پر حقوق حاصل ہیں ویسے ہی حقوق ان کو بھی مردوں پر حاصل ہیں۔ آپ نے فرمایا عورت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور دینی انعامات بھی وہ ہر قسم کے پا سکتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات پائے گی اور اس دُنیا میں بھی حکومت کے مختلف شعبوں میں حصہ لے سکتی ہے اور اس صورت میں اس کے حقوق کا ویسا ہی خیال رکھا جائے گا جس طرح مردوں کے حقوق کا اور اسلامی معاشرہ میں عورت کی جتنی بھی حیثیتیں ہیں سب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم اور تعامل میں بلند ترین مقام قائم فرمایا ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دُنیا کی تمام اقوام اور مذاہب قاصر ہیں۔ یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دی جبکہ اس کے بالکل برعکس خیالات دُنیا میں رائج تھے مگر دُنیا نے عورت کے تعلق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے مثال خدمت کی قدر نہ کی اُسے ظلم قرار دیا طرح طرح کے اس پر اعتراضات کئے مگر چودہ سو سال کی مخالفت کے بعد بیسویں صدی میں وہ ممالک جو اسلام کے مخالف رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ اس تعلیم کو قانونی شکل میں اپنے اپنے ملکوں میں نافذ کر رہے ہیں۔ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوص میں فتح مبین ہے۔

بچوں کے ساتھ بے نظیر حسنِ سلوک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ خلقِ عظیم کا دلفریب نظارہ جہاں والدین و قریبی رشتہ داروں بیوی بچوں بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور ان کی بے مثال خدمت کرتے ہوئے نظر آتا ہے وہاں پر بچوں کے ساتھ بھی جا بجا خلقِ عظیم کا دلکش نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ خود بچوں کو اپنے پاس بٹھاتے اور ان کا بوسہ لیتے تھے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت آتی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا کہ آپ بچوں کو چومتے ہیں ہم تو اپنے بچوں کو نہیں چومتے۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحم کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے بچپن کی بات ہے کہ ایک جگہ کئی بچے جمع تھے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپؐ نے ہر بچے کے گال پر تھپکی دی تو میں نے اپنے گالوں پر آپ کے ہاتھوں کی خنکی کو محسوس کیا اور مجھے یوں لگا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اپنے ہاتھ کو عطر فروش کے برتن میں سے نکالا ہے۔ اس قدر خوشبو مجھے حضور کے ہاتھ سے محسوس ہو رہی تھی (مسلم)

آپؐ کی بچوں کے ساتھ شفقت اور ان کی خدمت کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں بعض اوقات نماز میں لمبی دُعا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن اس دوران جب میرے کان میں کسی بچے کے رونے کی آواز پڑتی ہے تو میں اپنی نماز کو مختصر کر کے سلام پھیر دیتا ہوں۔ (بخاری)

آپؐ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے رحمت کا جذبہ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جنگ کے موقع پر فاتح قومیں مفتوح قوموں کے نام و نشان کو دُنیا سے مٹا دینا چاہتی ہیں لیکن ایسے وقت میں جب کہ جذبات انتہائی مشتعل ہوتے ہیں۔ ہمارا پیارا رسول رحمۃ للعالمین ان لوگوں کے لئے بھی رحمت بن کر سامنے آتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک لڑائی میں چند بچے بھیڑ میں آ کر لڑائی میں مارے گئے جب رحمۃ للعالمین کو اس کی خبر ہوئی تو آپ سخت ناراض ہوئے ایک شخص نے عرض کیا کہ وہ کافر کے بچے تھے آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔

(بخاری و مسلم)

ترمذی کی ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس نے ماں اور بچوں کے درمیان جُدائی ڈال دی وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے عزیزوں کے درمیان جُدائی ڈال دے گا۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ایک لونڈی جو ان کے ہاں رہا کرتی تھی اور ایک بچہ کی ماں بھی تھی اُسے کسی دوسرے کے پاس فروخت کر دیا لیکن بچے کو اپنے پاس رکھا۔ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو اس سودے کو منسوخ کر دیا۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں۔ اس وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا صرف ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی وہی اُٹھا کر اس عورت کو دے دی۔ اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں لڑکیوں کو بانٹ دیئے جب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس عورت کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا جس کو خدا اولاد کی محبت ... اور وہ اس کا حق ادا کرے تو وہ ... بچ جائے گا۔

الغرض حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی اس رنگ میں خدمت کی کہ آپ کے حسنِ سلوک اور تربیت کے نتیجہ میں صحابہ جن میں بچے بھی شامل تھے کجا یہ کہ وہ ریگستانوں میں بسنے والے ان پڑھ تصور کئے جاتے تھے اور کجا یہ کہ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ عاطفت میں دُنیا کے معلم اور اُستاد بن گئے۔ (باقی آئندہ)

ایک مخلص احمدی نوجوان کی اعلیٰ کامیابی

مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ مقیم کیرنگ (اڑیسہ) اطلاع دیتے ہیں کہ مقامی جماعت کے ایک مخلص اور ہونہار رُکن مکرم شیخ شمس الحق صاحب نے بفضلہ تعالیٰ سالڈ اسٹیٹ فزکس میں قابلِ قدر تحقیق کر کے بتاریخ ۲۳/۸/۸۲ اُتکل یونیورسٹی اُڑیسہ سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ واضح رہے کہ موصوف اس سے قبل بورڈ اور یونیورسٹی کے تمام امتحانات میں بھی نمایاں طور سے کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

موصوف کی اس اعلیٰ کامیابی کی خوشی میں ۱۲/۸/۸۲ کو مسجد احمدیہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں سب سے پہلے مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نے مکرم شیخ شمس الحق صاحب کی گلپوشی کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبد المطلب خان صاحب، مکرم انیس الرحمٰن خان صاحب ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ اڑیسہ، مکرم ایجاب الحق خان صاحب اور خاکسار شیخ عبد الحلیم نے تقاریر کیں۔ مکرم قائد صاحب مجلس نے ایڈریس پیش کیا جس کے جواب میں مکرم شیخ شمس الحق صاحب نے فرمایا کہ میری یہ کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان و احباب جماعت کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اجتماعی دُعا کے بعد مقامی جماعت کی طرف سے شیرینی تقسیم ہوئی اور مجلس خدام الاحمدیہ نے چائے کی دعوت کا اہتمام کیا۔ قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم شیخ شمس الحق صاحب کی اس کامیابی کو اُن کے خاندان اور سلسلہ کے لئے ہر جہت سے بابرکت کرے اور مزید اعلیٰ کامیابیوں کے حصول کا پیش خیمہ بنائے آمین (ادارہ)

درخواستِ دُعا: خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ الصبوح صاحبہ بعض اعصابی عوارض میں مبتلا ہیں جن کی وجہ سے گذشتہ دو تین ماہ سے بیمار ہیں۔ اسی طرح خاکسار کی والدہ محترمہ اہلیہ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد روس و بخارا بھی اکثر بیمار رہتی ہیں۔ قارئین بدر کی خدمت میں ہر دو کی کامل صحت و شفایابی، درازیٔ عمر اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دُعاؤں کا خواستگار ہوں۔ خاکسار: الحاج ملک کریم ظفر شکاگو (امریکہ)

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے بارے میں

بعض مبینہ واقعات کی تردید

گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے منسوب بعض مبینہ واقعات کی تردید میں قائمقام صدر عمومی ربوہ مکرم مرزا عبد السمیع صاحب کا ایک وضاحتی بیان روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۲۲ ر نومبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا ہے جسے قارئین بدر کی آگاہی کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

"گذشتہ چند روز سے بعض اخبارات جن میں روزنامہ "جنگ"۔ "نوائے وقت" اور "مشرق" قابل ذکر ہیں۔ گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں مبینہ طور پر ہونے والے بعض واقعات کو بنیاد بنا کر بعض غلط شر انگیز اور خلاف واقعہ خبریں شائع کی جا رہی ہیں ان خبروں میں کہا گیا ہے۔ مکرم ماسٹر محمد نواز صاحب استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول کو سکول کے قریب واقع ہاکی گراؤنڈ میں بعض اساتذہ نے جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے گھیر کر مارا اور ان کی جیب سے ایک ہزار روپیہ بھی نکال لیا۔ دوسرا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایسی نظمیں پڑھی گئی ہیں جن سے نعوذ باللہ ہمارے آقا و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ پریس کے موقر نمائندگان نے چند شورش پسندوں کی باتوں پر اعتبار کرکے یہ جھوٹی، بے بنیاد اور فساد کو ہوا دینے والی خبریں شائع کر دی ہیں اگر ہمارے صحافی حضرات معمولی سی تکلیف اٹھا کر ان واقعات کی خود چھان بین کر لیتے تو ایسی خلاف واقعہ خبریں شائع نہ ہوتیں۔ اور اس علاقہ کے امن و امان کو خطرہ لاحق نہ ہوتا۔

جہاں تک ماسٹر محمد نواز صاحب کو مار پیٹ کرنے کے الزام کا سوال ہے یہی بات اس کی تردید میں کہنا کافی ہے کہ سکول اور کالجز قومیائے جانے کے بعد۔ اب تک ربوہ میں کالج اور سکولز کے مرد اور عورت اساتذہ کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ یہ لوگ یہاں رہ رہے ہیں اور ان کے ساتھ کبھی بھی کسی شخص یا گروہ کی طرف سے معاندانہ سلوک نہیں ہوا۔ اگر قومی پریس کے صحافی حضرات چاہیں تو وہ ربوہ میں تشریف لا کر خود ایسے اساتذہ سے ملاقات کرکے یہاں کے حالات کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہاں غیر از جماعت اساتذہ کو مارا پیٹا اور تنگ کیا جا رہا ہے ایک بہتان ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں۔

جہاں تک ماسٹر محمد نواز صاحب کا تعلق ہے واقعہ یوں ہے کہ ۱۲ ر نومبر ۱۹۸۲ء کو جمعہ کے روز سہ پہر کے وقت گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب واقع ہاکی گراؤنڈ میں ہاکی کے کھلاڑی گراؤنڈ کے ارد گرد باڑ لگا رہے تھے تا کہ راہگزار گراؤنڈ میں سے نہ گزریں۔ ان کے انچارج معروف انٹرنیشنل ایمپائر گریڈ ون عبد اللطیف غزنوی صاحب تھے جو اس گراؤنڈ میں عرصہ پانچ سال سے ہاکی کے کھلاڑیوں کو تربیت دے رہے ہیں۔

اسی دوران مکرم ماسٹر محمد نواز صاحب وہاں سے گزرے اور باڑھ پھلانگ کر گراؤنڈ میں داخل ہو گئے۔ جس پر عبد اللطیف غزنوی صاحب جو ماسٹر صاحب کو جانتے بھی نہ تھے نے آواز دے کر روکا اور کہا کہ ہم راستہ بند کر رہے ہیں تا کہ ہاکی گراؤنڈ خراب نہ ہو اور آپ باڑھ پھلانگ رہے ہیں۔ اس بات کے جواب میں مکرم ماسٹر محمد نواز صاحب نے ایک ایسا بیہودہ، سخت اور معاندانہ جواب دیا جس کی توقع ایک پڑھے لکھے شخص سے تو کجا ایسے جاہل شخص سے بھی نہیں رکھی جا سکتی تھی جس کے دل میں شرافت کی تھوڑی سی بھی رمق ہو۔ ہم یہ جواب نقل کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے بارے میں انتہائی بیہودہ بات کہی حتی جس کوشش کر وہاں پر موجود ہاکی کے کھلاڑی سخت طیش میں آ گئے اور قریب تھا کہ لڑائی ہو جاتی۔ لیکن عبد اللطیف غزنوی صاحب نے صبر اور تحمل سے کام لیا اور کھلاڑیوں کو جواب دینے سے روکے رکھا۔ ماسٹر محمد نواز اس اثناء میں اسی قسم کی بیہودہ گوئی کرتے اور گالیاں دیتے ہوئے بورڈنگ ہاؤس چلے گئے۔

یہ ہے ماسٹر محمد نواز صاحب کی مار پیٹ کی کہانی یہ بھی یاد رہے کہ اس واقعہ کے وقت وہاں سکول کے اساتذہ میں سے ماسوائے ماسٹر محمد نواز صاحب کوئی بھی موجود نہ تھا۔ اس لئے احمدی اساتذہ کی طرف سے ان کو مار پیٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جہاں تک دوسرے الزام کا سوال ہے وہ بھی غلط ہے۔ خلاف واقعہ اور جھوٹا ہے اس سکول میں یا ربوہ کے کسی بھی کالج یا سکول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والی (نعوذ باللہ) نظم پڑھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سکول پہلے چنیوٹ میں اور پھر ربوہ میں گذشتہ ستر سال سے زائد عرصہ سے قائم ہے اور اس میں ایک کثیر تعداد غیر از جماعت طلباء کی تعلیم حاصل کرتی رہی ہے۔ علاقے کے بیشتر غیر از جماعت طلباء اسی سکول میں پڑھتے رہے ہیں۔ اسی طرح چنیوٹ اور لالیاں کے طلباء بھی اپنے شہر کے سکول چھوڑ کر اس سکول میں پڑھنے آتے رہے ہیں۔ لیکن آج تک کسی شخص یا کسی طالب علم نے اس قسم کا شر انگیز اور بیہودہ الزام عائد نہیں کیا۔

پھر گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر صاحب جو ۱۹۷۷ء سے ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۸۲ء تک عرصہ ۵ سال اس سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے ہیں۔ آپ جماعت احمدیہ سے تعلق نہ رکھتے تھے وہ اس الزام کی تحقیقات کرکے اپنا فیصلہ بھی لکھ چکے ہیں جس میں انہوں نے یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ الزام غلط اور جھوٹا ہے اور ایسی کوئی نظم نہیں پڑھی گئی جس سے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے انہوں نے اپنے فیصلہ میں یہ بات بھی واضح طور پر لکھی ہے کہ ان کے گزشتہ پانچ سالہ ہیڈ ماسٹری کے دور میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اس جگہ ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم احمدی اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں) کی عظمت کے قیام کے لئے اپنی جان، مال اور عزت کو قربان کرنا اپنا فرض یقین کرتے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ ان حقائق کے باوجود قومی پریس اس قسم کی بیہودہ اور جھوٹی خبریں شائع کر رہا ہے ہمیں اس بات کا بھی دکھ ہے کہ ہمارے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے حکومت نے جو اساتذہ مقرر کئے ہیں۔ ان میں سے بعض کا یہ حال ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں یہ بھی نہیں سوچتے کہ ان کے مقدس پیشہ کا تقاضا کیا ہے۔ جماعت کے بغض میں وہ ہر جھوٹ اور فریب کو جائز سمجھتے ہیں۔ ہم ربوہ کے شہریان اس بیان کے ذریعہ مطالبہ کرتے ہیں کہ محکمہ تعلیم ایسے استادوں کے خلاف جن کا اپنا کردار ایسا ہو اور جو بلا تکلف جھوٹ بولیں اور بیہودگی کرتے ہوں فوری طور پر ایکشن لیں اور ربوہ کے سکولوں میں ایسے اساتذہ تعینات کئے جائیں جو صحیح رنگ میں ہمارے بچوں کی تربیت کر سکیں ہمیں امید ہے کہ شعبہ تعلیم ہمارے اس جائز مطالبہ پر غور کرے گا۔"

(منقول از روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ ر نومبر ۱۹۸۲ء)

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے کھلاڑی طلباء کی طرف سے

قرارداد مذمت

ہاکی کے کھلاڑی طلباء گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر سکول کے استاد محمد نواز کی مذموم حرکت اور افتراء پردازی پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور اس بات پر کہ استاد مذکور نے جھوٹ اور فریب کا سہارا لیتے ہوئے قومی ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات کو جھوٹی اور من گھڑت کہانی بیان کرکے مادر وطن میں بے چینی اور لاقانونیت پھیلانے کی کوشش کی۔ حالانکہ جب ہم گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں کھیل رہے تھے۔ ٹیچر مذکور گراؤنڈ کی باڑ پھلانگ کر گراؤنڈ میں داخل ہوئے۔ جبکہ ہمارے کوچ نے موصوف کو توجہ دلائی کہ کھیل ہو رہا ہے اور آپ بیچ میں سے گزر رہے ہیں اس پر ٹیچر محمد نواز نے بدکلامی شروع کر دی۔ کسی بھی جانب سے کوئی مار کٹائی یا ہاتھا پائی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

بعد میں پتہ چلا کہ ٹیچر مذکور نے ہمارے کوچ اور سکول کے چار اساتذہ کے خلاف مقامی تھانہ میں بے بنیاد اور جھوٹا مقدمہ درج کروا دیا۔ جس کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ ہم محکمہ تعلیم کے اعلیٰ احکام سے اپیل کرتے ہیں کہ ایسے ٹیچر کو جو تعلیمی ماحول میں بدنظمی کا مرتکب ہوا ہے۔ سکول ہذا سے فوراً تبدیل کیا جائے ——— اس مراسلت پر تعلیم الاسلام گورنمنٹ ہائی سکول ربوہ کے سترہ کھلاڑیوں کے دستخط ہیں۔

بدر کی توسیع اشاعت اور اعانت آپ کا جماعتی فرض ہے

اے کہ رو ہو تا سفر بالخیر

محترم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل مرحوم و مغفور

از مکرم عبدالسلام صاحب ملک صدر جماعت احمدیہ سری نگر (کشمیر)

حق گو، کامل الایمان، پیکرِ صبر و رضا، خزینۂ علم، نڈر اور جری یہ صفات ہیں جن سے حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایک مبلغ کو متصف دیکھنا چاہتے تھے — ان تمام صفات کا مجموعہ تھے محترم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل مرحوم و مغفور جو ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو اپنے آبائی گاؤں کوریل کشمیر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم مولوی صاحب میں ان صفات کے علاوہ بھی کئی صفات تھیں۔ مثلاً قناعت، کسر نفسی، حاضر جوابی، انتھک محنت اور جنون کی حد تک تبلیغ کا جذبہ۔

خاکسار کا مرحوم مولوی صاحب کے ساتھ تعارف ان دنوں ہوا جب وہ مبلغ کی حیثیت سے اننت ناگ (اسلام آباد) کشمیر میں متعین تھے اور خاکسار وہیں اسلامیہ مڈل سکول میں چھٹی یا ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ مولوی صاحب موصوف اپنی اہلیہ کے ساتھ اُسی محلہ میں ایک کرایہ کے مکان میں رہتے تھے جہاں خاکسار اپنی ہمشیرہ کے ہاں اقامت پذیر تھا اور جس مکان کے ایک بڑے کمرے میں جمعہ کی نماز ہوا کرتی تھی۔

مولوی صاحب مرحوم کی تبلیغ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ ایک نہایت ہی مستعد اور وفادار سرکاری ملازم کی طرح صبح دس بجے سے پہلے کھانا کھا کر گھر سے نکلتے تھے اور پورے شہر کے بازاروں کا ایک چکر لگاتے تھے۔ ان کے اس معمول میں سلسلے کا لٹریچر ہوتا تھا جسے وہ موزوں جگہوں پر مناسب افراد میں تقسیم کرتے تھے۔ لٹریچر کی تقسیم سے گفتگو کے مواقع پیدا ہوتے تھے اور مرحوم میں یہ ملکہ بدرجہ اتم قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا تھا کہ وہ ایسے مواقع پیدا کرنے میں کمال رکھتے تھے چنانچہ بیچ بازار میں بحثیں چھڑ جاتیں جو گھنٹوں تک جاری رہتیں اور اکثر پچاس پچاس آدمیوں کا ایک حلقہ بن جاتا جو ان بحثوں کو سنتا۔ ان ایام میں احمدیت کی مخالفت بہت سخت تھی اس لئے ایسے مواقع پر مخالف اور مشتعل بھی ہو جاتے جس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوتا تھا کہ مولوی صاحب کو برا بھلا کہا جاتا گالیاں اور دھمکیاں دی جاتیں کئی دفعہ دھکے بھی کھانے پڑے لیکن کیا مجال کہ مولوی صاحب کے چہرے پر کبھی شکن تک آئی ہو جتنی دیر مولوی صاحب اننت ناگ میں اس ڈیوٹی پر رہے شاید ہی اس معمول میں کبھی ناغہ ہوا ہو۔ اس کے بعد خاکسار اور مولوی صاحب موصوف کا رابطہ ٹوٹ گیا۔ مرکز سلسلہ نے مولوی صاحب کو ریاست کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کے سلسلہ میں بھیجا۔ یہ وہ دور تھا جب کشمیر میں شخصی راج کے خلاف زور و شور سے ایجی ٹیشن جاری تھی۔ حکومت کی طرف سے ایجی ٹیشن کو دبانے کے سلسلہ میں اندھا دھند گرفتاریاں ہوتی تھیں اور اسی سلسلے میں ایک روز مولوی صاحب کو بھی مظفر آباد میں گرفتار کر کے جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں مولوی صاحب کو ذہنی اذیتیں دی گئیں اور غلط قسم کی غذا مہیا کی گئی جس سے ان کا دماغ متاثر ہوا اور یہ تکلیف زندگی کے آخر تک وقفے وقفے سے ان کے ساتھ رہی میں قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کہ یہ بیمار ذہن بھی مولوی صاحب کے تبلیغی معمول میں مہمیز ثابت ہوا۔ جب کبھی یہ دورہ ہوتا مولوی صاحب تبلیغ اور بھی تیز کر دیتے۔ زبان پر معمول سے زیادہ روانی اور حاضر جوابی آ جاتی اور چہرے پر ایک ایسا رعب آ جاتا کہ مخالف متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ خاکسار تقسیم ملک کے بعد ملٹری سروس سے سبکدوش ہو کر آیا تھا اور یہاں چھوٹے پیمانہ پر تجارت کرتا تھا جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے شاید فروری کا مہینہ تھا کہ جب جماعت احمدیہ کشمیر کے میر واعظ صاحب یاری پورہ اپنی جماعت میں وعظ ... آئے جیسا کہ ان کا معمول ہوا کرتا تھا مسلہ تقدیر کے خلاف بدزبانی شروع کر دیتے تھے اور اختلافی مسائل کو بھی چھیڑتے تھے ... وفات عیسیٰ کے مسئلہ پر بھی باتیں کہی گئیں۔ یاری پورہ سے صرف دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے ... جہاں اہل حدیث کا نیا نیا قیام ہوا تھا اور جو گوانہ وہاں کی سرگرمیوں کا مرکز تھا وہ جماعت احمدیہ کے اخبار کا بھی مطالعہ کرتا تھا۔ انہوں نے اپنے میر واعظ صاحب سے کہا کہ یہ احمدی لوگ ہمیں تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور ہم لوگ اکثر ان سے بحث میں تنگ آ جاتے ہیں۔ آپ عالم ہیں کیوں نہ ایسا ہو کہ وفات مسیح کے مسئلہ پر آپ ان کے مولوی صاحب سے ہمارے سامنے مناظرہ میں گفتگو کریں تاکہ حق واضح ہو جائے۔ میر واعظ صاحب نے حامی بھر لی اور اس گاؤں کے لوگوں نے جماعت احمدیہ یاری پورہ کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ حق پر ہیں تو وفات مسیح کے مسئلے پر ہمارے میر واعظ صاحب سے ہمارے سامنے ہمارے ہی گھر میں گفت و شنید کریں۔

ان دنوں مرکز میں بھی حالات ٹھیک نہ تھے۔ سردی کا موسم تھا۔ مرکز سے کسی مبلغ کو بلانا مشکل تھا اور گرد و نواح کوئی عالم نظر نہیں آتا تھا لے دے کے نگاہ انتخاب مکرم غلام نبی صاحب مرحوم بوگام پر پڑی جو گزشتہ چند ماہ کی دیہاتی مبلغین کی کلاس اٹینڈ کر کے آئے تھے (اب موصوف ایم اے ایڈ کر چکے ہیں اور ناصر آباد میں رہتے ہیں) ان کو تیار کر لیا گیا۔ مخالفین کے ساتھ مناظرے کی شرائط طے ہوئیں جن میں چند شرائط خاکسار کو ابھی تک یاد ہیں مثلاً موضوع بحث وفات مسیح ہو گا فریقین کی طرف سے صرف دس دس آدمی شریک جلسہ ہوں گے۔ جلسہ اسی گاؤں میں انہی کے مکان میں ہو گا۔ احمدیوں کی طرف سے مکرم غلام نبی صاحب مغفور اور مخالفین کی طرف سے ان کے میر واعظ صاحب مناظر ہوں گے ...

....

....

.... احمدیوں کی حفاظت کے وہ ذمہ دار تھے وغیرہ وغیرہ بہرکیف دن تاریخ اور جگہ مقرر ہو گئی۔

مکرم غلام نبی صاحب ان دنوں بالکل کم عمر تھے ... تھا اور چند ماہ قادیان میں رہ کر آئے تھے۔ جماعت احمدیہ یاری پورہ نے احتیاطاً مکرم مولوی عبدالواحد کو ان کے گھر کوریل پیغام بھیجا اور حقیقی مناظرے کی تفصیلات لکھیں وہ پیغام سنتے ہی دوسرے دن سیر سے یاری پورہ پیدل چلے آئے لیکن مولوی صاحب موصوف کو ان دنوں دماغی دورے کی تکلیف تھی ہمیں بے حد افسوس ہوا کہ اس حالت میں انہیں خواہ مخواہ تکلیف دی گئی۔ مولوی صاحب موصوف کا قیام بالسو میں ہوا۔ انہوں نے مکرم غلام نبی صاحب کو بلوا کر مناظرے کے سلسلہ میں ہدایات دیں اور مسئلے کے باریک نکات سمجھائے لیکن طبیعت تیز تھی۔ دوسرے دن مباحثہ تھا۔ رات بھر انہیں دہی کھلاتے اور دہی کی لسی پلاتے رہے اور ساتھ ہی حب منقی دیتے رہے تاکہ ان کی طبیعت اعتدال پر آ جائے۔

دوسرے دن یاری پورہ سے دو دوست بالسو کے لئے روانہ ہوئے جنہیں وفد میں شمولیت کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور خوش قسمتی سے خاکسار کو بھی عشرہ کاملہ میں شامل کیا گیا۔ ہم بالسو پہنچے یہاں باقی دوست پہلے سے ہی تیار تھے۔ چنانچہ یہاں سے ہم اس گاؤں کی طرف چل پڑے جہاں ہمارا انتظار ہو رہا تھا اور جو یہاں سے صرف ایک آدھ میل کے فاصلے پر تھا۔ اراکین وفد کو گن لیا گیا۔ کچھ حدیث کی کتابیں ایک کپڑے میں باندھ رکھی تھیں وہ مکرم شیخ نقیر محمد صاحب آف چک ایربچھ نے اٹھائیں۔ ہم سب کی حالت اس وقت ایسی تھی جیسی محاذ جنگ پر جانے والے اس سپاہی کی ہوتی ہے جو پورے سامان جنگ سے لیس ہو اور جسے اپنی توپ و تفنگ پر بھی یقین ہو۔ لیکن چونکہ ابتداء سے ہی اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت احمدیہ کے شامل حال رہی ہے ہر ایک آدمی زیر لب تسبیح و تہلیل میں مصروف تھا اور دل کی عمیق گہرائی سے تائید الٰہی کے لئے دعائیں ہو رہی تھیں۔

ہم مقررہ وقت اور جگہ پر پہنچے۔ ہمارا استقبال کیا گیا ایک بڑے سجے سجائے کمرے میں جس میں بڑا صاف فرش اور خوبصورت کھڑکیاں ... اور دیوار کے ساتھ تکئے لگے ہوئے تھے ہمیں بٹھایا گیا۔ خاکسار مولوی صاحب مرحوم کے بالکل سامنے دائیں دیوار کے ساتھ بیٹھ گیا مولوی صاحب کا چہرہ متبسم تھا میری طرف دیکھا اور فرمایا:۔

عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ؕ

(سورہ حجر آیت ۴۸)

خاکسار نے سر ہلا کر تائید کی۔ مولوی صاحب کا مطلب یہ تھا کہ جنت میں اہل جنت اسی طرح تکیوں کے ساتھ ٹیک لگا کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے جیسے اس وقت ہم بیٹھے ہیں۔

کمرے میں پندرہ بیس کے قریب اہلِ حدیث معززین پہلے سے ہی تشریف فرما تھے جو مختلف علاقوں سے بُلائے گئے تھے مولوی صاحب نے ایک طائرانہ نظر سب پر ڈالی اور ایک دم دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور ایک نہایت ہی پُر رعب آواز میں جس میں صاف محسوس ہوتا تھا کہ اس آواز کے پیچھے ایک غیبی طاقت کام کر رہی ہے۔ فرمایا "فاتحہ پڑھو۔ تمام نبیوں کی فاتحہ پڑھو۔ حضرت عیسیٰ کی بھی فاتحہ پڑھو" یہی الفاظ تھے جو میں ذہن اب تک میرے ذہن پر مرتسم ہیں۔ اس آواز میں کچھ اس قسم کا تحکمانہ انداز تھا کہ جتنے لوگ بھی کمرے میں بیٹھے تھے کیا اپنے اور کیا غیر سبھوں نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور مولوی صاحب مرحوم نے بشمول حضرت عیسیٰؑ تمام انبیاء کرام کی مغفرت و رحمت کے لئے دُعا فرمائی۔

جماعت اہلِ حدیث کے میرزا عطا صاحب اسی مکان کی نچلی منزل میں تشریف فرما تھے انہیں خبر پہنچائی گئی کہ احمدی جماعت کا وفد آگیا ہے اب آپ تشریف لائیں انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ وفد میں مولوی عبد الواحد صاحب بھی شامل ہیں۔ مولوی صاحب کا نام سُننا تھا کہ میرزا عطا صاحب اوپر تشریف لانے میں لیس و پیش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ معاہدے کے مطابق تو غلام نبی صاحب سے بات چیت کرنا شامل ہے۔ ہماری طرف سے انہیں یقین دلوایا گیا کہ بات چیت تو معاہدے کے مطابق مکرم غلام نبی صاحب ہی کریں گے اور یہ کہ مولوی صاحب تو صرف بحیثیت ایک رکن وفد ہیں۔ لیکن میرزا عطا صاحب پر الٰہی تائید کے ماتحت کچھ اس قدر رعب طاری ہو گیا کہ کہنے لگے کہ یہ تو دس کے دس مولوی فاضل ہیں اور جب ان سے کہا گیا کہ ان کے پاس بڑی بڑی ضخیم کتب بھی ہیں تو میرزا عطا صاحب نے یہ کہہ کر اوپر آنے سے انکار کر دیا کہ میرے پاس تو کوئی کتاب بھی نہیں۔ اہلِ حدیث منتظمین کشمکش میں پڑ گئے نزدیکی گاؤں کے کوئی دو تین سو لوگ ایک مُلّاں کی سرکردگی میں وہاں آن موجود ہوئے اور مطالبہ کرنے لگے کہ یہ بحث کُھلے میدان میں ہونی چاہیئے۔ اس سے میرا اندازہ لگانا بالکل حق بجانب تھا کہ یہ سب کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا گیا تھا۔ چونکہ معاہدہ کی رُو سے گفتگو ایک بند کمرے میں ہونا طے پائی تھی۔ ایسا ہونا ناممکن تھا۔ ہم نے حفاظتی اور امن عامہ کی طرف جب توجہ دلائی تو مکرم شیخ محمد فقیہ صاحب جلال میں آگئے اور کہا کہ ہم کھلے میدان میں بھی مباحثہ منظور

کرتے ہیں۔

اہلِ حدیث منتظمین نے جب یہ عزیزیت حالات دیکھی تو یاری پورہ ہی کا ایک معزز اہلِ حدیث خاکسار کے پاس آیا اور کہا کہ مہربانی کرکے آج کے اس مباحثے کو بند کرائیں کیونکہ یہ جو لوگ باہر کھڑے ہیں ان پر ہمارا کنٹرول نہیں اور نہ معلوم کوئی کیا شرارت کرے۔ جو لوگ اس مُلّا کے ساتھ آئے تھے وہ حنفی تھے۔

ہم نے کہا کہ مباحثہ کے لئے ہمیں آپ لوگوں نے دعوت دی ہے۔ تحریک آپ کی طرف سے ہوئی ہے۔ ہماری غرض تو ابلاغِ حق ہے مناظرہ بازی ہمارا مطمحِ نظر نہیں۔ آپ شرائط کے تحت گفتگو نہیں چاہتے تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے چنانچہ اس کے بعد پُر تکلف چائے سے ہماری تواضع کی گئی۔

گفتگو نہ ہو سکی ظہر کا وقت ہو چلا تھا۔ اس مکان کے ملحق ہی اس گاؤں کی مسجد تھی۔ مرحوم غلام محمد صاحب چھینٹ ساز بوگام نے نہایت خوش الحانی اور بلند آواز سے اذان دی اور ہم نے ظہر و عصر کی نمازیں مولوی صاحب مرحوم کی اقتداء میں ادا کیں۔ خود مولوی صاحب مرحوم نے قصر پڑھی اور ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے واپس اپنے گھروں کو آگئے۔

یہ مرحوم مولوی صاحب کا علمی رُعب تھا جس کی وجہ سے بڑے سے بڑا عالم بھی ان کے سامنے زبان کھولنے سے ہچکچاتا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد اُن کا معمول تھا کہ وہ اکثر سردیوں میں قادیان میں اقامت پذیر ہوتے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں ان کا تبلیغی جوش دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ قادیان میں جماعت احمدیہ کے مشہور مقامات کشمیری زائرین کو دکھانے کے لئے رضاکارانہ گائیڈ بن جاتے اور تفصیل سے ہر جگہ کو اکف ذہن نشین کراتے اس دوران اگر تبلیغی موقع پیدا ہوتا تو غیر مسلموں کو اسلام و احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے مڈل پاس کرنے کے بعد خاکسار کی بڑی بیٹی نے مزید تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یاری پورہ میں گرلز ہائی سکول نہیں تھا مجھے سخت تشویش ہوئی۔ اتفاقاً مرحوم مولوی صاحب یاری پورہ تشریف لائے خاکسار نے اس مشکل کا مرحوم مولوی صاحب سے ذکر کیا۔ میری درخواست کی مولوی صاحب نے بچی کو بُلا کر نصیحت فرمائی اور دُعا فرمائی آج بچی نے ایم اے اور بی ایڈ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم بزرگانہ سلسلہ کا گوہر نافع الناس وجود تھے۔

آخر میں قارئین کرام سے مرحوم مولوی صاحب کی مغفرت اور جنت الفردوس میں مدارجِ عالیہ کے حصول کے ساتھ اس عاجز کے انجام بخیر ہونے کے لئے بھی دُعا کی درخواست ہے

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

احبابِ جماعت کیلئے

صد سالہ جوبلی منصوبے کا رُوحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کی کامیابی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کے لئے دُعاؤں اور عبادات کا ایک خاص پروگرام تجویز فرمایا تھا جو درج ذیل ہے۔

(۱) جماعت کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احبابِ جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ شہر یا حلقہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ کی دُعا غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۴) درود شریف اور تسبیح و تحمید (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) نیز استغفار کا ورد روزانہ ۳۳ - ۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دُعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں۔
۱- رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ o ---- (۲) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ

(۶) ان کے علاوہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبان میں بھی بکثرت دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس پروگرام کے مطابق خود بھی اپنا عمل جاری رکھیں اور دُوسروں کو بھی وقتاً فوقتاً تحریک کرتے رہیں۔

درخواستہائے دُعا:

• مکرم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب جمشید پور مختلف مدات میں مبلغ ۲۵/ روپے ادا کر کے عزیز سید پرویز افضل سلمہٗ کے نکاح کے بابرکت ہونے اور عزیز کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے • مکرم عبد اللطیف صاحب احمدی برایشہ (بنگال) پریشانیوں کے ازالہ اور جملہ احبابِ جماعت احمدیہ برایشہ کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے • مکرم ڈاکٹر احمد دہلان صاحب صدر جماعت احمدیہ جاکرتا (انڈونیشیا) کے پھیپھڑے کا جاپان میں آپریشن ہونے والا ہے موصوف مد اعانت بدر میں پانچ ڈالر ادا کر کے آپریشن کی ہر جہت سے کامیابی بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور کامل صحت و شفایابی کے لئے • مکرم عطاء الٰہی خان صاحب ابن مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش قادیان مقیم فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) مد اعانت بدر میں کچھ رقم ادا کر کے محترمہ علیہ بیگم صاحبہ آف لندن، برادر مکرم انعام اشعر صاحب مغربی جرمنی۔ مکرم رشید احمد خان صاحب مغربی جرمنی اور مکرم مرزا احمد خان صاحب مغربی جرمنی کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے • مکرم بقاء الرحمٰن صاحب جمعدار کیرنگ پریشانیوں کے ازالہ اور خدمتِ دین کی بیش از بیش توفیق پانے کے لئے • مکرم عطاء الرحمٰن صاحب کیرنگ اپنی کامل صحت و شفایابی پریشانیوں کے ازالہ اور نیک مقاصد میں حصول کامیابی کے لئے • مکرم مولوی نسیم احمد صاحب خادم قائد مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور مکرم بدر احمد صاحب طاہر رکن مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کی شفائے کاملہ کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

مینا کشی پورم کے ہریجنوں کے قبول اسلام کے بارہ میں

حکومت تامل ناڈو کی رپورٹ

"تبدیلی مذہب کی تحریک خود ہریجنوں کی طرف سے ہوئی"

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان

ہفتہ وار انگریزی رسالے TODAY کے ۲۲ نومبر کے شمارہ میں ہریجنوں کے قبول اسلام کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو حکومت تامل ناڈو کی تحقیقاتی رپورٹ پر مبنی ہے۔ جناب کلدیپ نیر صاحب کی فراہم کردہ اس رپورٹ کا تعارف کراتے ہوئے مقالہ نگار نے لکھا ہے۔

۱۲ اپریل ۱۹۸۱ء کو روزنامہ اسٹینڈرڈ کے مدراس ایڈیشن میں

"پورے گاؤں نے اسلام قبول کر لیا"

کی سرخی کے ساتھ ایک خبر شائع ہوئی جس میں کہا گیا تھا کہ ۱۸۰ ہندو ہریجن خاندانوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور مزید ۳۰۰ خاندان ماہ رواں کے آخر میں دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے ہیں حکومت ہند کے کمیشن برائے شیڈولڈ کاسٹ و شیڈولڈ ٹرائبس نے اپنے ایک مراسلہ

T.N.3/7/S.C.T.C/81
GENERAL-DATED 29th
APRIL 1981.

کے ذریعہ خواہش ظاہر کی کہ ڈائریکٹر شیڈولڈ کاسٹ و شیڈولڈ ٹرائبس مدراس خود اس واقعہ کی تحقیق کریں اور ان اسباب کا پتہ لگائیں جس کے تحت یہ لوگ اجتماعی طور پر تبدیلی مذہب کے لئے مجبور ہوئے ہیں نیز یہ کہ جلد سے جلد وہ اپنی تفصیلی رپورٹ کمیشن کے پاس بھیج دیں۔ اس ہدایت کے مطابق جناب کے۔ اردو موگم ڈائریکٹر شیڈولڈ کاسٹس و شیڈولڈ ٹرائبس مدراس نے ۵ مئی تا ۱۷ مئی ۱۹۸۱ء تک اس واقعہ کی چھان بین کی اس تحقیق میں ان کے معاون کی حیثیت سے جناب ٹی۔ ٹی سوریہ نارائن مورتی بھی شریک رہے جو ان کے دفتر میں INVESTIGATOR کے عہدے پر فائز ہیں۔

اس رپورٹ میں جو مختلف گروہوں یعنی ہریجنوں، اونچی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں سے لئے گئے انٹرویوز پر مشتمل ہے سورن ہندوؤں اور ہریجنوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت اور آپسی مناقشات نیز ہریجنوں کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا بڑی تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے رپورٹ کے مطابق اسلام قبول کرنے والے ہریجنوں کے نمائندوں نے تحقیقاتی کمیشن کے ساتھ بات چیت کے دوران سماجی امتیازات پولیس افسران کی زیادتیوں اور قتل نیز جعلی کرنسی چھاپنے کے ایک کیس کا خاص طور پر ذکر کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پڑھے لکھے اور با روزگار ہریجنوں کو سماجی امتیازات کا دوسروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

مینا کشی پورم میں تبدیلی مذہب کے واقعہ کے فوراً بعد علاقے کے اونچی ذات کے ہندوؤں نے "ہوتھو دتارا ہندو سمودائے دالا رچی منارم" نام سے ایک تنظیم قائم کر لی جس کے صدر ایک تھیور مسٹر راجندرن اور نائب صدر ایک شیڈولڈ کاسٹ ایس ایس۔ سبرامنیم ہیں۔ اس تنظیم کا مقصد ہندوؤں کا تحفظ فراہم کرنا بتایا گیا ہے۔ تحقیقاتی کمیشن نے مسٹر سبرامنیم سے تفصیلی بات چیت کی انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ

"تبدیلی مذہب کی تحریک ہریجنوں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ پڑھے لکھے با روزگار ہریجنوں کی طرف سے ہوئی تھی۔"

تحقیقاتی کمیشن نے چھان بین کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

"شیڈولڈ کاسٹ کے مذہب تبدیل کرنے والے افراد سے تفصیلی مذاکرات کے بعد یہ بات بہت ہی ابھر کر سامنے آئی کہ چھوا چھوت پر مبنی سماجی امتیازات اور ہریجنوں کے تئیں سماج کی لاتعلقی کا رویہ ہی بڑی حد تک تبدیلی مذہب کا موجب بنا ہے۔ ہریجنوں کے پڑھے لکھے لوگوں نے سماجی امتیازات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نومسلموں نے سماجی امتیازات سے متعلق جن واقعات کا تذکرہ کیا ہے اونچی ذات کے ہندوؤں نے یا تو انہیں فرضی بتایا یا ان سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تاہم یہ واقعہ کہ ایک حجام کو اپنی دکان صرف اس لئے بند کرنی پڑی کہ وہ ہریجنوں کے بھی بال کاٹتا تھا اونچی ذات کے ہندوؤں کی موجودگی میں صحیح ثابت ہو گیا۔ .... ایک قتل کیس کی تفتیش میں پولیس نے ہریجنوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے بھی ان میں مایوسی اور بددلی پیدا ہوئی۔

اونچی ذات کے لوگوں کا کہنا تھا کہ باہر کے روپیہ نے تبدیلی مذہب میں ایک اہم رول ادا کیا ہے .... اور سماج کے نمائندوں کا بھی یہ خیال ہے کہ غیر ملکی سرمایہ نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ جہاں تک روپے پیسے کے ذریعہ ترغیب و تحریص کا تعلق ہے اسلام قبول کرنے والے ہریجنوں نے اس کی قطعی انکار کیا ہے علاوہ ازیں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مسلم لیڈروں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے سلسلہ میں پہل ان کی طرف سے ہوئی تھی۔ گاؤں کے کچھ ایسے ہریجنوں سے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا ہے الگ اور خفیہ بات چیت کے دوران یہ حقیقت سامنے آئی کہ ہریجنوں کی طرف سے تبدیلی مذہب کی تحریک کے بعد ہی مسلم لیڈروں نے انہیں دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے سلسلہ میں عملی اقدام اٹھائے اور اس میں بیرونی طاقتوں کا کوئی دخل نہیں تھا۔"

اس رپورٹ میں تین باتیں بالکل واضح ہو گئی ہیں۔

(۱) ہریجنوں بالخصوص پڑھے لکھے ہریجنوں میں چھوا چھوت اور دیگر سماجی امتیازات کی وجہ سے بڑی بے دلی پائی جاتی تھی نیز پولیس کے رویہ کے خلاف بھی سخت برہمی تھی۔

(۲) تبدیلی مذہب کی تحریک خود ہریجنوں کی طرف سے ہوئی اور کسی مسلم تنظیم کی طرف سے اس بارہ میں پہل نہیں ہوئی۔

(۳) ہریجنوں کی درخواست اور ان کے اصرار پر ہی انہیں اسلام میں داخل کرنے کی کارروائی کی گئی ہے۔

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ترغیب و تحریص کی ساری کہانیاں غلط اور قطعی طور پر بے بنیاد نظر آتی ہیں اور جو لوگ پیٹرو ڈالر اور بیرونی سازش کا راگ اب تک الاپے جا رہے ہیں وہ جان بوجھ کر ایسے جھوٹ کو حقیقت کا روپ دے رہے ہیں جس کا سرے سے کوئی بنیاد نہیں معلوم ہوتا ہے یہ لوگ گوبلز کی اس ٹیکنیک پر عمل کر رہے ہیں جس کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ "جھوٹ کو بار بار اس حد تک دہرایا جائے کہ وہ سچ نظر آنے لگے" کاش یہ لوگ سمجھ سکتے کہ وہ اپنے اس عمل کے ذریعہ ہندوستانی سماج کو اور رواداری اور عدم تشدد پر مبنی ان روایات کو کتنا نقصان پہنچا رہے ہیں جن کی دہائی ہم آج بھی پوری دنیا میں دے رہے ہیں۔

ہم نے اپنے ایک گزشتہ مضمون میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ مسلمانوں پر من گھڑت اور بے بنیاد کہانیوں کے ذریعہ الزامات لگانے اور پیٹرو ڈالر کا ڈھنڈورہ پیٹنے کی بجائے بہتر یہ ہوگا کہ سماجی امتیازات اور چھوا چھوت کی اس سسٹم پر جس کا تذکرہ سوامی جی مہاراج نے بالخصوص اپنے مذہب شاستروں نیز دوسرے دھرم شاستروں میں بھی جس تعلیم کا ذکر ملتا ہے اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

وما علینا الا البلاغ ٭

درخواست ہائے دُعا: (۱) مکرم عبد المجید صاحب مقیم ناگپور یا اپنے تمام بچوں کی امتحانات میں نمایاں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات نیز زوجہ کی مکمل صحت و شفایابی کیلئے (۲) مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب سیکرٹری مال چودوار (اڑیسہ) اپنے بچوں کی امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۶ء کے سہ سالہ انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت کیلئے

ضروری ہدایات

(۱) ــــ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ موجودہ عہدیداران کی منظوری کی میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو ختم ہو رہی ہے اس تاریخ سے پہلے پہلے آئندہ کے لئے یکم مئی ۱۹۸۳ء تا اپریل ۱۹۸۶ء کے لئے جملہ جماعتوں کے عہدیداران کا انتخاب کروا کر نظارت ہذا سے منظوری حاصل کرلی جانی ضروری ہے۔ لہٰذا امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر اپنی اپنی جماعت کے نئے عہدیداران کا حسب قواعد انتخاب کروا کر مفصل رپورٹ نظارت ہذا میں بغرض کارروائی بھجوائیں۔ اس غرض کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ قواعد و ضوابط کی ایک ایک کاپی جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے امراء و صدر صاحبان و مبلغین کرام کی خدمت میں بھجوائی جا رہی ہے۔ انتخاب کی کارروائی شروع کرنے سے قبل ان قواعد کا بغور مطالعہ کر لیا جائے اور بوقت انتخاب ان کو ملحوظ رکھا جائے اور رپورٹ بھجواتے وقت اس میں خاص طور پر یہ نوٹ لکھا جائے کہ عہدیداران کے انتخاب کی کارروائی میں ان قواعد کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۲) ــــ نظارت ہذا کے اس اعلان کے بعد جملہ امراء و صدر صاحبان کا فرض ہے کہ وہ تمام افرادِ جماعت کو اطلاع کر دیں کہ آئندہ سہ سالہ انتخاب ہونے والے ہیں اور مندرجہ قواعد کا احباب جماعت میں اعلان کیا جائے تاکہ کوئی فردِ جماعت اس اطلاع سے محروم نہ رہ جائے اور وہ یہ اعتراض نہ کر سکے کہ مجھے علم نہیں ہوا۔

(۳) ــــ نظارت ہذا امید کرتی ہے کہ جملہ امراء و صدر صاحبان قواعد و ضوابط اور ان ہدایات کی پابندی کریں گے اور بوقتِ انتخاب ان کو ملحوظ رکھیں گے۔

(۴) ــــ مبلغین کرام اور انسپکٹران بیت المال آمد، تحریک جدید، وقف جدید اور وقف جدید کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دوروں میں ماہ جنوری ۸۳ء کے بعد جن جماعتوں میں جائیں ان قواعد کے ماتحت عہدیداران کا انتخاب کروائیں ان کو خود انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے ان کا کام اس امر کی نگرانی کرنا ہے کہ اجلاس کی کارروائی حسب قواعد ہو رہی ہے یا نہیں اس غرض کے لئے وہ انتخاب کے اجلاس میں شامل ہو سکتے ہیں اگر کوئی خلافِ قاعدہ کارروائی ہو تو صدر اجلاس کو مناسب رنگ میں توجہ دلائیں اگر پھر بھی اصلاح نہ ہو تو فوری طور پر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں تاکہ منظوری کی کارروائی کے وقت ان کی کارروائی کو مدنظر رکھا جائے۔

نوٹ:۔ اگر کسی جماعت میں قواعد انتخاب کی کاپی نہ ملی ہو تو ۱۵ فروری ۸۳ء تک دفتر نظارت علیا میں اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بھجوائی جا سکے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

تبادلہ مبلغین

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل مبلغین کرام کا تبادلہ عمل میں لایا گیا ہے ان سے خط و کتابت کے لئے پتہ جات درج ذیل ہیں۔

1. MOULAVI ABDUR.RASHID ZIA M.A- AHMADIYYA MUSLIM MISSIONARY C/O AHMADI & CO BHADURGANJ SHAHJAHANPUR (U.P) PIN-242001
2. MOULAVI SAGHEER AHMED TAHIR-AHMADIYYA MUSLIM MISSIONARY PO- KONDUR-PIN 506317 VIA-RAIPARTY-TQ-WAR-DENNAPETH-D.T. WARANGAL (A.P)
3. MOULAVI AB.SALAM ANWER AHMADIYYA MUSLIM MISSIONARY-MOH-KHAKHAL AT/PO BHADRWAH DT-DODA-PIN-182222

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پروگرام دورہ مولوی محمد عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید

برائے جماعت ہائے احمدیہ بہار و اڑیسہ

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ بہار و اڑیسہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید مندرجہ ذیل پروگرام کے تحت تشخیص بجٹ چندہ وقف جدید اطفال و ناصرات کے سلسلہ میں مورخہ ۲۰/۱/۸۳ سے دورہ کر رہے ہیں جملہ عہدیداران جماعت و قائدین مجالس خدام الاحمدیہ سے درخواست ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف سے تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲۰/۱/۸۳	موسیٰ بنی مائنز	۱۰/۲/۸۳	۴	۱۴/۲/۸۳
بھاگلپور	۲۲/۱/۸۳	۲	۲۴	سورو	۱۴	۲	۱۶
برہ پورہ	۲۴	۲	۲۶	کھڑک	۱۶	۲	۱۸
خانپور مل	۲۶	۲	۲۸	کٹک	۱۸	۲	۲۰
بلاری	۲۸	۱	۲۹	سونگڑہ	۲۰	۲	۲۲
بھاگیپور	۲۹	۱	۳۰	کیرنگ	۲۲	۴	۲۶
رانچی کوملا	۳۰	۲	۲/۲/۸۳	بھوبنیشور	۲۶	۲	۲۸
سلیمپور	۲/۲/۸۳	۲	۵	چودوار	۲۸	۱	۱/۳/۸۳
جمشید پور	۵	۲	۷	کرڈاپلی	۲/۳/۸۳	۳	۵/۳/۸۳
راورکیلہ	-	۳	۱۰	پنکال	۵	۳	۸
				قادیان	۱۲	-	-

ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مرکز میں ایک "معلوماتی پریس کٹنگ کمیٹی" تشکیل دی ہے۔ اس کمیٹی کا کام اسلام و احمدیت کے حق میں یا اسلام و احمدیت کے خلاف اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین یا بیانات کی کٹنگ جمع کرنا ہے اور ان کا ریکارڈ رکھنا ہے۔

نظارت دعوت و تبلیغ بذریعہ اعلان ہذا جملہ احباب سے درخواست کرتی ہے کہ آئندہ جس کسی اخبار، رسالے، میگزین، اشتہار یا کسی کتاب میں اسلام و احمدیت کے حق میں یا اس کے خلاف جو کچھ بھی مواد شائع ہو اس کی تین تین کاپیاں نظارت دعوت و تبلیغ کو بعجلت ممکنہ ارسال فرمائیں۔

نوٹ:۔ تراشوں پر اخبار کا نام۔ مقام اشاعت اور تاریخ اشاعت ضرور صاف صاف تحریر فرمائیں ورنہ ان کٹنگس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خریدارانِ مشکوٰۃ کی خدمت میں ضروری گزارش

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کے ماہی رسالہ مشکوٰۃ کا آخری شمارہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نمبر کی صورت میں شائع کیا گیا ہے جملہ خریداران کی خدمت میں دستی اور بذریعہ ڈاک ارسال کیا جا چکا ہے۔ اس چوتھے شمارہ کے ساتھ پہلے سال کا چندہ ختم ہوا۔ اب انشاء اللہ ۱۵ مارچ تک دوسری جلد کا پہلا شمارہ شائع ہوگا جملہ خریداران کی خدمت میں گزارش ہے کہ اولین فرصت میں نئے سال کا چندہ مبلغ ۱۰/- دس روپے کے حساب سے ارسال کر کے ممنون فرمائیں تاکہ رسالہ باقاعدہ جاری رہے جزاکم اللہ

مینیجر مشکوٰۃ قادیان

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیثِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ - ۷۳ ۰۰۰۷

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 213903

CALCUTTA – 700073.

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA — PHONE 23-9302

CARD BOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700012.

چاہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں"

(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

منجانب :- تپسیا رَبر ورکس

۴/۲ تپسیا روڈ - کلکتہ ۳۹

"میں وہی ہوں

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا"

(فتح اسلام صلا تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش

لبرٹی بوٹ ہل — نمبر ۵۰-۲-۱۸ فلک نما حیدر آباد - ۵۰۰۲۵۳

"محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹ ۰۰۰۷

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 – TOPSIA ROAD, CALCUTTA – 39.

"AUTOCENTRE" - تار کا پتہ

23 – 5222
23 – 1652 — ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶ - مینگو لین - کلکتہ - ۱ ۰۰۰۷

ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار

HM — برائے :- ایمبسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر — HM

SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں۔

AUTO TRADERS,

16 – MANGOE LANE CALCUTTA – 700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار - موٹر سائیکل - سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمایئے

AUTOWINGS,

32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY.
MADRAS – 600004.
PHONE. 76360.

آٹو ونگس

رحیم کاٹج انڈسٹری

ریگزین - فوم چمڑے جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ

بہترین - معیاری اور پائیدار

سوٹ کیس - بریف کیس - سکول بیگ -
ایر بیگ - ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)
ہینڈ پرس - منی پرس - پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے

مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز :-

RAHIM

COTTAGE INDUSTRIES,
17–A, RASOOL BUILDING.
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA,
BOMBAY – 400008.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

مِنجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر:- ۴۴۴۷۱۶

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-

"جو بندہ اللہ کی خاطر عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اُس کے درجہ کو بلند کرتا ہے"۔ (صحیح مسلم)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام :-

"اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۶)

پیشکش :-
محمد امان اختر - نیاز سلطانہ پارٹنرز

۳۲ - سیکنڈ لین روڈ
سی آئی ٹی کالونی
مدراس - ۶۰۰۰۰۴

سلطان موٹرس

ارشاد نبوی ؐ

"اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوْءِ"

(جامع ترمذی)

ترجمہ:- صدقہ اللہ کے غضب کو مٹاتا اور انسان کو بُری موت سے بچاتا ہے۔

محتاجِ دعا:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے

ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

ریڈیو - ٹی وی - بجلی کے پنکھوں اور سلائی مشینوں کی سیل اور سروس!

(ڈرائی اینڈ فریش فروٹ کمیشن ایجنٹ)

غلام محمد اینڈ سنز - کاٹھ پورہ - یاری پورہ - کشمیر

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالِم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(از کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS

No. 6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT.

GRAM :- MOOSA RAZA
PHONE :- 605558

BANGALORE - 2.

حیدر آباد میں

فون:- ۴۲۲۳۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز!

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد - حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۲۹۱۶۴ ٹیلیگرام:- سٹاربون

سٹار بون مِل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہوفس وغیرہ!

(پتہ):-

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدر آباد (آندھرا)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®

CALCUTTA - 15.

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!!

پیشکش کرتا ہے :-